عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

انٹرنیشنل

KHATME NUBUWWAT

(AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)

جلد ۱۲ / شمارہ ۳۰، ۳۱ / ۳۱ دسمبر تا ۶ جنوری ۹۴-۱۹۹۳ء

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ
مقاصد اور نصب العین

شمعِ ختمِ نبوت کے پروانوں سے
ایک گذارش

امام السیاست، ماہ دعائے پیغمبر
ہادی و مہدی، کاتبِ وحی، امیر المومنین

سیدنا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ

فضیلتِ جہاد

حقیقتِ مسیح موعود

جناب
اجمل خٹک
قادیانیوں کی وکالت کیوں؟

تمام غیرتمند مسلمانوں سے ایک سوال

کیا آپ چاہتے ہیں
کہ آپ کی رقم
مسلمانوں کو مرتد
بنانے میں
استعمال ہو

؟

اس کا جواب یقیناً نفی میں ہے

لیکن

اس کے باوجود آپ کی
لاعلمی اور بے توجہی کی وجہ سے
آپ کی رقم سے
مسلمانوں کو
مرتد بنایا جا رہا ہے

وہ کیسے؟

آپ میں سے بعض لوگ
قادیانیوں سے خرید و فروخت
کرتے ہیں قادیانی تجارتی اداروں
سے لین دین کرتے ہیں اور
قادیانی کارخانوں کی مصنوعات
استعمال کرتے ہیں

کیا آپ جانتے ہیں ؟

اسی خرید و فروخت لین دین کے ذریعے
قادیانی جو منافع کماتے ہیں اسی منافع یعنی
ماہانہ آمدنی کا ایک کثیر حصہ
اپنے مرکز ربوہ میں
جمع کراتے ہیں

جس کے نتیجہ میں

وہی رقم جو آپ سے کمائی جاتی ہے وہ آپ ہی
کے خلاف استعمال ہوتی ہے یعنی
مسلمانوں کو اسی رقم سے مرتد بنایا جاتا ہے

اگر آپ

قادیانیوں کے ساتھ کاروبار
و تجارت کرتے ہیں تو گویا آپ
ارتدادی کام میں بالواسطہ حصہ لے رہے ہیں
اور انکا ساتھ دے رہے ہیں

یاد رکھیے

- آپ ہی کی رقم سے قادیانی اپنی ارتدادی تبلیغ کرتے ہیں
- آپ ہی کی رقم سے قادیانیوں کے تحریف شدہ قرآنی ترجمے چھپتے اور تقسیم ہوتے ہیں
- آپ ہی کی رقم سے ان کے پریس چلتے ہیں
- آپ ہی کے بل بوتے قادیانی مرکز ربوہ آباد ہے
- آپ ہی کی رقم سے قادیانی مبلغین اپنی ارتدادی تبلیغ کیلئے اندرون و بیرون ملک سفر کرتے ہیں

گویا قادیانیوں کی ہر حرکت میں
براہ راست نہیں تو بالواسطہ آپ بھی شریک ہیں

لہٰذا

تمام مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ غیرت ایمانی کا ثبوت دیتے ہوئے قادیانیوں کے ساتھ مکمل سوشل بائیکاٹ کریں اور ان کے ساتھ لین دین، خرید و فروخت مکمل طور پر بند کر دیں اور اپنے احباب کو بھی قادیانیوں سے بائیکاٹ کی ترغیب دیں۔

نوٹ کیجئے:۔ قادیانی [illegible] مسلمانوں کو مرتد بنانے کیلئے کروڑوں روپیہ ہر سال خرچ کرتا ہے

مرکزی دفتر
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
حضوری باغ روڈ
ملتان (پاکستان)، فون ۴۰۹۷۸

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ہفت روزہ
ختم نبوۃ
کراچی
انٹرنیشنل

KHATME NUBUWWAT
(AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)

جلد نمبر ۱۲ ● شمارہ نمبر ۳۰ ● تاریخ ۱۳ تا ۱۹/ رجب المرجب ۱۴۱۴ھ ● بمطابق ۱۳ دسمبر تا ۱۶/ جنوری [redacted]۹۴

اس شمارے میں

۱۔ مجلس ختم نبوت کی تاریخ، مقاصد اور نصب العین (اداریہ) ____ [illegible]
۲۔ سیدنا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ____ [illegible]
۳۔ فضیلت جہاد ____ ۱۰
۴۔ معاشرہ میں عورت کا مقام ____ ۱۲
۵۔ ارکان پارلیمنٹ کے نام مولانا زاہد الراشدی کا خط ____ ۱۳
۶۔ جناب اجمل خٹک! قادیانیوں کی وکالت کیوں؟ ____ ۱۵
۷۔ مولانا محمد رمضان میانوالی کا تاریخ ساز کردار ____ ۱۸
۸۔ اصلاح معاشرہ، تحریک اور علماء کرام کی ذمہ داریاں ____ ۲۰
۹۔ حقیقت مسیح موعود ____ ۲۲
۱۰۔ ارکان کا مختصر تعارف ____ ۲۴
۱۱۔ طب و صحت، موسم سرما کا روحانی ٹانک ____ ۲۶

سرپرست
مولانا خواجہ خان محمد زید مجدہ

مدیر اعلیٰ
حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی

مدیر مسئول
عبدالرحمن باوا

مجلس ادارت
مولانا عزیز الرحمن جالندھری
مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر
مولانا اللہ وسایا ● مولانا منظور احمد الحسینی
مولانا محمد جمیل خان ● مولانا سعید احمد جلالپوری

مرتب
حافظ محمد حنیف ندیم

سرکولیشن منیجر
محمد انور رانا

قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

کمپوزنگ
خوشی محمد انصاری

رابطہ دفتر
جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ) پرانی نمائش
ایم اے جناح روڈ کراچی فون 7780337

مرکزی دفتر
حضوری باغ روڈ ملتان فون نمبر 40978

بیرون ملک چندہ
امریکہ۔ کینیڈا۔ آسٹریلیا ۱۴۰ ڈالر
یورپ اور افریقہ ۷۰ ڈالر
متحدہ عرب امارات و انڈیا ۵۰ ڈالر
چیک / ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت
الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ اکاؤنٹ نمبر ۳۰۳۰
کراچی پاکستان ارسال کریں

اندرون ملک چندہ
سالانہ ۱۵۰ روپے
ششماہی ۷۵ روپے
سہ ماہی ۳۵ روپے
فی پرچہ ۳ روپے

LONDON OFFICE:
35 STOCKWELL GREEN
LONDON SW9 9HZ U.K.
PHONE: 071-737-8199.

پبلشر: عبدالرحمن باوا ○ طابع: سید شاہد حسن ○ مطبع: القادر پرنٹنگ پریس ○ مقام اشاعت: ۱۴۳ پرانی نمائش کراچی

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی تاریخ، مقاصد اور نصب العین

شمع ختم نبوت کے پروانوں سے ایک گزارش

آج کل فتنوں کا دور ہے، قدم قدم پر ایمان کے ڈاکو سادہ لوح مسلمانوں کے ایمان پر ڈاکہ ڈالنے کی کوششوں میں مصروف ہیں۔ ان ایمان کے ڈاکوؤں میں سب سے بڑا اور اہم ترین فتنہ قادیانی قزاقوں اور ڈاکوؤں کا ہے۔ جس کا بانی آنجہانی مرزا غلام احمد قادیانی تھا، جس کا پورا خاندان مغربی سامراج کا آلہ کار اور ایجنٹ تھا۔ اس خاندان نے برصغیر کے عوام کی طرف سے انگریز کے خلاف کی جانے والی جدوجہد کو نہ صرف ناکام بنانے کی کوشش کی بلکہ ہزاروں مسلمانوں کو قتل کیا۔ جب انگریز نے دیکھا کہ برصغیر میں ہماری دال گلتی نظر نہیں آتی اور اب انہیں یہاں سے اپنا بوریا بستر گول کرنا پڑے گا تو انہوں نے اپنے اسی چہیتے اور لاڈلے خاندان کے مذکورہ فرد (یعنی مرزا قادیانی) کو خود اپنے مذہب یعنی عیسائیت کے خلاف ایک مناظر کے روپ میں سامنے لا کھڑا کیا۔ اسے پڑھے لکھے لوگوں کی ایک کھیپ مہیا کی گئی جو اس کے نام سے کتابیں تصنیف کرتی تھی۔

انگریز نے دیکھا کہ عوام اسلام کے نام پر اس کی گرویدہ ہوتے جارہے ہیں اور ایک اچھی خاصی تعداد اس کے گرد جمع ہو چکی ہے تو اس سے مجدد کا دعویٰ کرادیا۔ اسلام کے نام پر مناظرہ بازی کے ڈھونگ رچانے کی وجہ سے (اس کی مناظروں میں دلائل کم اور گالیاں زیادہ ہوتی تھیں، حتیٰ کہ وہ بدبخت حضرت عیسیٰ علیہ السلام جیسے پاک پیغمبر پر تہمتیں لگانے اور انہیں گالیاں دینے سے بھی نہیں چوکتا تھا) ایک اچھی خاصی تعداد اس کے گرد جمع ہو چکی تھی جبکہ خود حکومت انگریز نے بھی پنواری قسم کے لوگوں کو اس کے ساتھ کردیا تو بعد ازاں اس شخص سے مسیح ہونے کا دعویٰ کرادیا گیا اور اس سے یہ اعلان کرایا کہ جس مسیح کے نزول کی خبر احادیث نبوی میں دی گئی ہے، وہ غلط ہے، مسیح ابن مریم آچکا ہے اور آنے والا مسیح میں ہوں۔

آنے والے مسیح چونکہ اپنے زمانے کے نبی ہیں اور وہ وہی ہیں، جن کے بارے میں قرآن مجید میں ورسولا الیٰ بنی اسرائیل کہا گیا ہے۔ اس لئے اس نے مسیح بننے کے بعد نبوت کا دعویٰ کیا، یہی انگریز کا مقصد بھی تھا کیونکہ نبی اور رسول ہی وہ ہوتا ہے جو خدا کے حکم سے کسی حکم شرعی میں تبدیلی کرسکتا ہے چنانچہ مرزا قادیانی نے دعویٰ نبوت کے بعد ایک اہم اسلامی فریضے جہاد کو منسوخ قرار دے دیا اور اعلان کردیا۔

اب چھوڑ دو اے دوستو جہاد کا خیال
دیں کے لئے حرام ہے اب جنگ اور قتال

چونکہ اس وقت جنگ آزادی زوروں پر تھی اور انگریز مسلمان کے دلوں میں موجزن جذبہ جہاد سے خائف تھا۔ وہ جانتا تھا کہ مسلمانوں میں جذبہ جہاد کی موجودگی ہمارے یہاں پاؤں نہیں جمنے نہیں دے گی۔ اس لئے انہوں نے مرزا قادیانی سے نبوت کا دعویٰ کرانے کے بعد جہاد کو حرام قرار دلوایا۔ انگریز حکومت کا اس سے یہ مقصد بھی تھا کہ مسلمانوں کی توجہ حکومت سے ہٹ جائے گی اور وہ ہمیں چھوڑ کر ایک جھوٹے مدعی نبوت اور اس کے پیروکاروں کے ساتھ لڑنے جھگڑنے میں مصروف ہو جائیں گے۔ انگریز نے صرف اسی پر بس نہیں کی کہ اس سے نبوت کا دعویٰ کرایا بلکہ اس سے بھی بڑھ کر یہ اشتعال انگیزی کرائی کہ اس سے یہ دعویٰ بھی کرادیا کہ۔

میں کبھی آدم کبھی موسیٰ کبھی یعقوب ہوں
نیز ابراہیم ہوں، نسلیں ہیں میری بیشمار

اس کے بعد اس نے یہ بکواس لکھی۔

منم مسیح زماں، منم کلیم خدا
منم محمد و احمد کہ مجتبیٰ باشد

یعنی مسیح زماں بھی میں ہوں کلیم خدا (یعنی موسیٰ علیہ السلام جنہوں نے اللہ تعالیٰ سے کلام کیا اور وہ کلیم اللہ کہلائے) بھی میں ہوں حتیٰ کہ محمد و احمد جو اللہ تعالیٰ کے سب سے پیارے، محبوب اور آخری نبی ہیں وہ بھی میں ہوں۔ "ایک غلطی کا ازالہ" نامی کتاب میں تو اس نے یہاں تک بکواس کر ڈالی کہ آیت کریمہ محمد رسول اللہ والذین معہ کا مصداق میں ہی ہوں (العیاذ باللہ)

ایک اور حرکت اس سے یہ کرائی گئی کہ اس نے اولیاء کرام' صحابہ عظامؓ اور اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ پیغمبروں کی توہین کی اور ان کی شان میں ایسے ایسے گستاخانہ الفاظ استعمال کئے' جن سے قدرتی طور پر مسلمانوں کا مشتعل ہونا لازمی تھا۔ اس سے بھی انگریز کا مقصد یہی تھا کہ مسلمان اپنی تمام تر توجہ مرزا قادیانی کی طرف مبذول کردیں اور ہماری طرف سے توجہ ہٹ جائے۔ اس نے اپنی حکومت کو طول دینے کے لئے جہاں ایک جھوٹے مدعی نبوت کو کھڑا کردیا' وہاں اس نے "لڑاؤ اور حکومت کرو" کے دوسرے حربے بھی آزمائے۔ ان تمام حربوں کے باوجود بھی وہ اپنے اقتدار کو قائم نہ رکھ سکا۔ علماء حق نے نہ صرف انگریز کے خلاف جہاد جاری رکھا بلکہ اس کے پیدا کردہ فتنے' فتنہ قادیانیت کے خلاف بھی اپنی جدوجہد جاری رکھی۔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و حرمت کا مسئلہ تھا' اس لئے ہر مکتب فکر کے علماء کرام نے اس فتنہ کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ دعوائے نبوت اور گستاخی و اہانت رسول کی وجہ سے مسلمان مرزا قادیانی کی تکہ بوٹی کرڈالتے لیکن اسے آخر وقت تک انگریز حکومت کی سرپرستی حاصل رہی۔ آج بھی قادیانیت میں جو دم خم نظر آرہا ہے' وہ مغربی اور اسلام دشمن طاقتوں ہی کی وجہ سے نظر آرہا ہے۔

الغرض انگریز کی تمام تر کاوشیں اور کوششیں رائیگاں گئیں۔ علماء حق کی قربانیاں رنگ لے آئیں' انگریز کو یہاں سے کوچ کرنا پڑا۔ برصغیر دو حصوں پاکستان اور بھارت میں تقسیم ہوگیا' تاہم اس نے جھوٹی نبوت کا جو پودا (مرزا قادیانی نے خود کو انگریز کا خود کاشتہ پودا لکھا ہے) لگایا تھا وہ جوں کا توں رہا۔ مرزا قادیانی ۱۹۰۸ء میں جہنم واصل ہوگیا۔ اس کے بعد نوردین بھیروی اور بعد ازاں اس کا بیٹا آنجہانی مرزا محمود' مرزا قادیانی کا جانشین بنا۔ جب قیام پاکستان کی تحریک زوروں پر تھی اور مسلمان قوم ایک علیحدہ مملکت کا مطالبہ کررہی تھی تو قادیانی جماعت پاکستان کی مخالفت کرتی رہی۔ مرزا محمود نے اپنا ایک کشف بیان کرتے ہوئے کہا کہ گاندھی جی آئے اور میرے ساتھ ایک پلنگ پر لیٹ گئے۔ پھر اس کی تعبیر نکالی کہ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ ملک تقسیم نہیں ہوگا۔ مرزا محمود نے یہ بھی کہا کہ اول تو تقسیم ہوگی نہیں' اگر ہوئی بھی تو عارضی ہوگی اور ہم کوشش کریں گے کہ یہ پھر سے متحد ہوجائیں اور اکھنڈ بھارت بن جائے۔

چنانچہ حالات تیزی سے بدلے۔ آنجہانی مرزا محمود نے محسوس کرلیا کہ اب پاکستان بن کر رہے گا تو اس نے قادیانیوں کو پاکستان آنے کی ہدایت جاری کی۔ خود بھی برقعہ اوڑھ کر پاکستان پہنچ گیا (تاریخ اپنے آپ کو دہراتی ہے' جس طرح مرزا محمود قادیان سے چھپ کر بھاگا تھا' امتناع قادیانیت آرڈیننس کے نفاذ کے بعد مرزا طاہر ابن آنجہانی مرزا محمود بھی چھپ کر پاکستان سے لندن بھاگ گیا اور تاحال مفرور ہے) قیام پاکستان کے بعد انگریز نے اپنے اس لے پالک کو اہم عہدوں سے نوازا۔ چند ٹکے مرلہ کے حساب سے ربوہ کی زمین لیز پر دے دی تاکہ موقع آنے پر قادیانی یہاں اپنی الگ اسٹیٹ قائم کرسکیں۔ وزارت خارجہ کا قلمدان ظفر اللہ کو دیا گیا' جس کی وجہ سے پاکستان کے تمام سفارت خانے قادیانی تبلیغ کے مرکز بن گئے۔ فوج کی اہم پوسٹوں پر بھی قادیانی چھاگئے' جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ علماء کرام اگر قادیانیوں کے خلاف تقریر کرتے تو انہیں پابند سلاسل کردیا جاتا جبکہ قادیانیوں کو تبلیغ کرنے کی کھلی آزادی ملی ہوئی تھی۔

ایسے میں امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری' مجاہد ملت حضرت مولانا محمد علی جالندھری' خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان شجاع آبادی' اور ان کے احباب نے ایک ایسی جماعت کی ضرورت شدت سے محسوس کی' جس کا مقصد عقیدۂ ختم نبوت و ناموس رسالت کا تحفظ' فتنہ قادیانیت کا ہر محاذ پر تعاقب اور پاکستان کے خلاف قادیانیوں کے خفیہ سیاسی عزائم کو بے نقاب کرنا ہو' اور وہ جماعت "عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت" ہے' جس کے پہلے امیر حضرت امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ عالمی مجلس کو ہر دور میں بڑے بڑے اہل اللہ کی سرپرستی حاصل رہی ہے' ان میں قطب الاقطاب حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ' قطب زمانہ شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب لاہوری رحمۃ اللہ علیہ' شیخ طریقت امام تصوف حضرت میاں عبدالہادی صاحب دین پور شریف' سرفہرست ہیں۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا پلیٹ فارم ایک مشترکہ پلیٹ فارم ہے' جس پر تمام مکاتب فکر کے علماء کرام بخوشی جمع ہوتے ہیں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا سب سے بڑا کارنامہ' جس پر پوری دنیا کے مسلمانوں کو فخر ہے' قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دلوانا ہے۔ جب سے قادیانی غیر مسلم اقلیت قرار پائے ہیں' اس وقت سے ہی انہوں نے اپنی اشتعال انگیزیوں' دہشت گردیوں' تخریب کاریوں اور تبلیغ میں کچھ زیادہ ہی سرگرمی دکھانا شروع کردی ہے۔ لیکن الحمدللہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بھی ان کا ہر محاذ پر وسائل کی کمی کے باوجود مقابلہ کررہی ہے۔ پہلے عالمی مجلس کا دائرہ کار صرف اندرون ملک تک محدود تھا' اب:

۱۔ بیرونی دنیا میں بھی مراکز قائم کئے جارہے ہیں' عالمی مجلس کے وفود اور مبلغین وہاں پہنچ کر ان کی سازشوں کو ناکام بنادیتے ہیں۔

۲۔ قادیانیوں نے روس سے آزادی حاصل کرنے والی نئی آزاد ریاستوں میں سازشیں شروع کیں۔ عالمی مجلس کے وفود وہاں گئے' ان کی سازشوں کو ناکام بنایا۔ ابتدائی طور پر مبلغ کا تقرر کیا اور کئی لاکھ قرآن مجید شائع کرکے وہاں تقسیم کئے۔ قرآن مجید کی طباعت کا سلسلہ ہنوز جاری ہے۔

۳۔ پہلے عالمی مجلس کی طرف سے اردو میں رد قادیانیت پر چھوٹے چھوٹے کتابچوں کی صورت میں لٹریچر شائع ہوتا تھا' اب دوسری زبانوں میں بھی ترتیب دے کر یا ترجمہ کرکے شائع کیا جارہا ہے۔ رد قادیانیت پر ضخیم کتابیں جیسے "تحفہ قادیانیت" مصنفہ محقق العصر حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی مدظلہ' منظر عام پر آچکی ہیں۔

۴۔ مجلس کی طرف سے کتابچے بلا کسی قیمت کے مہیا کئے جاتے ہیں۔ اندرون و بیرون ملک سے لٹریچر فراہم کرنے کے جو خطوط آتے ہیں یا جہاں مجلس ضرورت سمجھتی ہے' وہاں فوری طور پر لٹریچر مہیا کیا جاتا ہے۔ بیرون ملک جانے والے صرف ایک بنڈل پر ہزاروں روپیہ خرچ آتا ہے۔

۵۔ اندرون ملک تقریباً تمام بڑے شہروں میں عالمی مجلس کے اپنے ذاتی دفاتر موجود ہیں' جہاں ہمہ وقتی کارکن جماعتی کاموں میں مصروف ہیں۔

۶۔ اس وقت ڈیڑھ درجن سے زائد دینی مدارس مجلس کے زیر انتظام چل رہے ہیں' جہاں مقامی و بیرونی طلباء تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ بیرونی طلباء کے قیام و طعام اور جملہ اخراجات عالمی مجلس ادا کرتی ہے۔

۷۔ صدیق آباد (ربوہ) قادیانیوں کا مرکز ہے' وہاں مسلم کالونی میں ختم نبوت کا بہت بڑا مرکز ہے' جہاں مدرسہ ختم نبوت کے علاوہ عظیم الشان جامع مسجد ہے۔ یہاں مبلغین اور معلمین موجود ہیں۔ بیرونی طلباء کی کثیر تعداد بھی مقیم ہے۔ دوسرا مرکز جامع مسجد محمدیہ ریلوے اسٹیشن پر واقع ہے' جو (صدیق آباد) ربوہ کے عین قلب میں ہے۔ ان دونوں مراکز میں درس قرآن مجید کے علاوہ باہر سے آنے والے علماء کرام بھی تقریریں کرتے ہیں۔

۸۔ مسلم کالونی میں ہر سال عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوتی ہے' جس میں بیرونی ممالک سے علماء کرام اور دانشور حضرات کے علاوہ پاکستان سے تمام مکاتب فکر کے علماء کرام شرکت کرتے ہیں۔

۹۔ عالمی مجلس کے زیر اہتمام دو ہفت وار رسالے شائع ہوتے ہیں۔ ہفت روزہ ختم نبوت انٹرنیشنل کراچی اور ہفت روزہ لولاک فیصل آباد۔ ان میں ہفت روزہ ختم نبوت پوری دنیا میں پابندی کے ساتھ پہنچ رہا ہے اور فتنہ قادیانیت کے بخیے ادھیڑ رہا ہے۔

۱۰۔ تربیت یافتہ مبلغین کی ایک جماعت پاکستان اور بیرون پاکستان عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ اور فتنہ قادیانیت کے تعاقب میں مصروف ہے۔ جہاں سے بھی قادیانیوں کی اشتعال انگیز سرگرمیوں کی اطلاع ملتی ہے' مبلغین کی ٹیم جماعتی خرچ پر وہاں پہنچ جاتی ہے۔ قادیانی اشتعال انگیزیوں کا نوٹس لیتی ہے اور عوام الناس کو قادیانیوں کے ارتدادی نظریات' ملک دشمن عزائم اور گمراہ کن عقائد سے آگاہ کرتی ہے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ان تمام شعبہ جات پر ہونے والے اخراجات شمع ختم نبوت کے پروانوں کے تعاون سے ہی پورے ہوتے ہیں' لیکن کام کی وسعت کی وجہ سے اخراجات میں بے پناہ اضافہ ہو چکا ہے' جس کی طرف بہت زیادہ توجہ کی ضرورت ہے۔ اس لئے تمام شمع ختم نبوت کے پروانوں اور اہل خیر حضرات سے گزارش ہے کہ وہ رجب' شعبان اور رمضان المبارک میں اپنی زکوۃ' خیرات' صدقات' عطیات وغیرہ عالمی مجلس کے بیت المال میں جمع کرائیں اور ختم نبوت کی حفاظت کے مقدس مشن میں عالمی مجلس کا ہاتھ بٹائیں۔

جس مد کی رقم ہو اس کی وضاحت کیجئے۔ اپنے مقامی دفتر میں بھی رقم جمع کرا کے رسید حاصل کریں۔ براہ راست مرکزی دفتر رقوم ارسال کرنے کے لئے پتہ مندرجہ ذیل ہے۔

حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری
مرکزی ناظم اعلیٰ' عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
حضوری باغ روڈ' ملتان' پاکستان
فون نمبر۔۴۰۹۷۸

آہ! چوہدری محمد خلیل گجرات' مجاہد ختم نبوت

قارئین کرام! آپ گزشتہ شمارہ میں چوہدری محمد خلیل صاحب مجاہد ختم نبوت کی وفات حسرت آیات کی خبر پڑھ چکے ہیں۔ چوہدری صاحب گجرات کے رہائش پذیر تھے۔ قدرت حق نے بڑی خوبیوں سے نوازا تھا۔ الیکٹریشن کالج قائم کر کے ملک کی خدمت کے لئے ہزاروں نوجوانوں کے روزگار کے لئے اہتمام کیا اور اپنے لئے رزق حلال کا ذریعہ نکالا۔ مگر یہ مصروفیات ان کے دینی کاموں کی انجام دہی کے لئے کبھی رکاوٹ نہیں بنیں۔ موصوف دنیوی تعلیم سے مناسب حد تک بہرہ ور تھے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے پلیٹ فارم سے زندگی بھر عقیدۂ ختم نبوت کی خدمات سرانجام دیتے رہے۔ کبھی لمحہ بھر بھی اس مقدس مشن سے غفلت نہیں برتی۔ قادیانیت و رد قادیانیت کی کتب پر انہیں عبور حاصل تھا۔ گوجرانوالہ ڈویژن میں قادیانیت کے خلاف انہوں نے سینکڑوں گفتگوئیں و مناظرے کئے۔ تقسیم کے وقت جنونی قادیانی ایم ایم احمد سیالکوٹ کا ڈپٹی کمشنر تھا۔ گورداسپور اور سیالکوٹ کی سرحد ملتی ہے' قادیانی گورداسپور سے نکلے تو سیالکوٹ' گوجرانوالہ' گجرات میں رہائش کے لئے ان کو آسانیاں مل گئیں۔ اس علاقہ میں قادیانیت نے پر پرزے نکالے تو ان کے اثرات بد کو زائل کرنے میں چوہدری صاحب مرحوم کی خدمات کو بڑا دخل تھا۔ جہاں کہیں قادیانی شرانگیزیاں سنتے' قادیانی کتب کا بستہ اٹھائے اس علاقہ میں پہنچ جاتے۔ بڑی نپی تلی معلوماتی تقریر کرتے تھے۔ ان کی قادیانی کتب پر گہری نظر تھی۔ قادیانی مناظر کو مرزا قادیانی کی کتب کے گورکھ دھندے میں ایسا جکڑتے کہ وہ پھڑپھڑانے لگ جاتا۔ یوں ہر معرکہ میں میدان مار لینے کا قدرت نے ان کو اعزاز بخشا تھا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت گجرات کے ہمیشہ ہمیش امیر رہے۔ اللہ رب العزت نے جہاں ان کو بڑی خوبیوں سے نوازا تھا' وہاں چوہدری صاحب نے ان تمام خوبیوں کو عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے وقف کر دیا تھا۔ آخری عمر میں تصوف کی طرف مائل ہوئے۔ خلافت بھی اپنے مرشد بزرگ سے مل گئی تھی۔ ابتدائی دینی تعلیم کے لئے مدرسہ بھی بڑی کامیابی سے چلا رہے تھے کہ حق تعالیٰ کی طرف سے بلاوا آ گیا۔ اپنے اعزہ' جماعتی رفقاء اور اولاد کو غمزدہ چھوڑ کر عالم آخرت کو سدھار گئے۔ چوہدری صاحب کی خوبیوں و کمالات کے اعتراف کا بہترین حق یہ ہے کہ تمام جماعتی رفقاء ان کے لئے دعا فرمائیں کہ حق تعالیٰ ان کی حسنات کو قبول فرما کر سیئات سے درگزر فرمائیں۔ رحمت حق کا ان پر سایہ ہو' شفاعت محمدؐ کے حق دار بنیں۔ اللہ رب العزت ہم سب کو بھی فکر آخرت نصیب فرمائیں۔ آمین بحرمت النبی الامی الکریم

امام السیاست٬ ہادی ومہدی امیر المومنین

سیّدنا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اللہ تعالیٰ حضرت معاویہؓ کو اس حالت میں اٹھائیں گے کہ قیامت کے دن ان پر نور کی ایک چادر ہوگی

ختم نبوت کے باغی مسیلمہ کذاب کے قتل میں حضرت معاویہؓ نے حضرت وحشیؓ کی معاونت کی

رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے برادر نسبتی کاتب وحی خلیفہ راشد امیر المومنین سیدنا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ۲۰ سال تک مسلمانوں کے متفقہ خلیفہ رہے۔ ختم نبوت کے اولین باغی مسیلمہ کذاب کے قتل میں حضرت وحشیؓ کی معاونت کی۔ سیدنا حضرت معاویہؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پانچ سال قبل مکہ مکرمہ میں حضرت ابوسفیانؓ ابن حرب کے ہاں ۶۰۵ء کو پیدا ہوئے۔ شجرۂ نسب پانچویں پشت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جا ملتا ہے۔ حضرت معاویہؓ کی تعلیم اعلیٰ پیمانہ پر ہوئی۔ شمشیر زنی میں آپ کو ایک ممتاز مقام حاصل تھا۔

"حضرت امیر معاویہؓ عمرۃ القضاء کے بعد اسلام لائے لیکن اپنے والد حضرت ابوسفیانؓ کے ڈر کی وجہ سے اس کا اظہار فتح مکہ کے دن کیا۔"

(البدایہ ج ۸ ص ۱۱۷)

جب مکہ فتح ہوا تو حضرت امیر معاویہؓ نے محض صحبت نبویؐ اور لسان رسالت سے بلاواسطہ تعلیمات حاصل کرنے کے لئے اپنے آبائی شہر مکہ مکرمہ کی امیرانہ زندگی چھوڑ کر مدینۃ الرسولؐ میں غربت و افلاس کی زندگی اختیار کی۔ جیسا کہ مسلم ج ۱ ص ۴۸۵ میں ہے۔

فاطمہ بنت قیس عدت گزار رہی تھیں۔ آپؐ نے فرمایا عدت کے بعد مجھے اطلاع دینا۔ انہوں نے عدت کے بعد پیغام نکاح دینے والے حضرت معاویہؓ ابوجہم اور اسامہ بن زید ذکر کئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ معاویہ تو فقیر ہیں اور ان کے پاس مال نہیں۔ حضرت معاویہؓ نے یہ فقیرانہ زندگی محض صحبت نبویؐ کے لئے مدینہ میں اختیار فرمائی ورنہ کی زندگی میں انہیں کس چیز کی کمی تھی۔

جب حضرت معاویہؓ پوری اسلامی دنیا کے امیر المومنین تھے٬ اس وقت حضرت فاروق اعظمؓ کی طرح آپ کے بدن پر پیوند لگے ہوئے تھے اور دمشق کے بازاروں میں پھرتے تھے۔ یونس بن میسرہؒ فرماتے ہیں۔

"میں نے حضرت معاویہؓ کو دمشق کے بازار میں دیکھا۔ آپ کے گریبان پر پیوند لگے ہوئے تھے۔"

(البدایہ ج ۸ ص ۱۳۴)

ابو حملہ کہتے ہیں۔

"میں نے حضرت امیر معاویہؓ کو خطبہ دیتے وقت دیکھا کہ آپ کے کپڑوں پر پیوند لگے ہوئے تھے۔"

(البدایہ ج ۸ ص ۱۳۴)

کاتب وحی

صحیح مسلم میں ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ حضرت ابوسفیان نے عرض کیا۔

تحریر:۔ جناب محمد اقبال٬ حیدر آباد

"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ مجھے تین چیزیں عطا کر دیں۔"

آپؐ نے فرمایا۔

"اچھا۔"

انہوں نے عرض کی۔

"آپؐ مجھے کسی لشکر کا امیر بنا دیں تاکہ میں کفار سے اس طرح لڑوں٬ جس طرح مسلمانوں سے لڑتا رہا۔"

آپؐ نے یہ منظور فرمایا۔

دوسری عرض یہ کی کہ۔

"حضرت معاویہؓ کو اپنے سامنے کاتب بنالیں۔"

آپؐ نے یہ بھی منظور فرمایا۔

تیسری عرض یہ کی کہ۔

"میری دوسری لڑکی سے بھی نکاح فرمالیں۔"

آپؐ نے فرمایا۔

"یہ میرے لئے حلال نہیں۔"

ابن عساکر نے ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرئیل امینؑ سے امیر معاویہؓ کو کاتب بنانے کا مشورہ لیا تو جبرئیلؑ نے فرمایا۔

"انہیں کاتب بنالیں٬ وہ امین ہیں۔"

امام طبرانیؒ کی ایک روایت میں ہے کہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں:

ام حبیبہؓ کی باری کا دن تھا۔ کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا۔

آپؐ نے پوچھا۔

"کون ہے؟"

جواب دیا گیا کہ۔

"معاویہؓ ہیں۔"

آپؐ نے اندر آنے کی اجازت دی۔ ان کے کان پر قلم رکھی ہوئی تھی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"معاویہ! تیرے کان پر یہ کیسا قلم ہے؟"

انہوں نے عرض کی کہ۔

"یہ قلم ہے جسے میں نے اللہ اور اس کے رسولؐ کے لئے تیار کر رکھا ہے۔"

آپؐ نے فرمایا۔

"اللہ تجھے اپنے نبی کی طرف سے جزا خیر دے۔ خدا کی قسم میں نے اس وحی الٰہی سے کاتب بنایا ہے اور میں کوئی چھوٹا بڑا کام وحی کے بغیر نہیں کرتا۔"

"معاویہؓ تیرا کیا حال ہوگا٬ جب اللہ تجھے خلافت کی قمیص پہنائے گا۔"

یہ پیش گوئی سن کر حضرت ام حبیبہؓ آنحضرت صلی اللہ

علیہ وسلم کے سامنے جا بیٹھیں اور عرض کرنے لگیں۔

"یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ معاویہؓ کو خلافت کی قمیص پہنائے گا؟"

فرمایا۔

"ضرور پہنائے گا۔ لیکن اس میں کچھ دشواریاں اور پریشانیاں بھی ہیں۔"

حضرت ام حبیبہؓ نے عرض کی۔

"یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ان کے لئے دعا فرمادیجئے (تاکہ وہ پریشانیاں اور دشواریاں دور ہو جائیں)۔"

آپؐ نے دعا کرتے ہوئے فرمایا۔

"اے اللہ! معاویہ کو ہدایت فرمادیجئے اور پریشانیوں سے دور رکھ..... دنیا اور آخرت میں اس کی مغفرت فرما۔"

(البدایہ والنہایہ ص ۱۲۰ ج ۸)

غور فرمایئے! رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے آپؓ کی امارت کو خلافت کہا ہے۔

ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ۔

ایک دن جبرئیلؑ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور فرمایا۔

"اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! معاویہ کو میرا سلام دو کیونکہ وہ اللہ کی کتاب اور اس کی وحی پر اللہ کے امین ہیں۔"

کتابت وحی کے ساتھ حضرت امیر معاویہؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصی خدمات بھی انجام دیتے رہے حتیٰ کہ عمرہ جرانہ کے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مبارک بھی حضرت امیر معاویہؓ نے کاٹے تھے۔ حجۃ الوداع کے موقع پر حضورؐ کے بال اور ناخن اتارے۔ کچھ لوگ لے گئے' کچھ پاس رکھ لئے۔

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ۔

حضرت معاویہؓ نے مجھے فرمایا۔

"کیا آپ کو معلوم ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مبارک قینچی سے مروہ کے پاس میں نے کاٹے تھے۔"

(مسلم ج ۸ ۱/ ۴۰)

کیا حضرت معاویہؓ کا صحبت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مدینہ میں زندگی بسر کرنا' کتابت وحی جیسی عظیم الشان خدمت انجام دینا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر کرم میں رہ کر دوسری خدمات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا شرف حاصل کرنا اور آپؐ کا ان کے لئے خصوصی دعائیں فرمانا' ان کے بلند پایہ صحابی ہونے کے لئے کافی نہیں۔

صحبت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ نے ارشادات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کافی ذخیرہ محفوظ کیا۔ کتب احادیث میں ۱۶۳ احادیث آپؓ سے مروی ہیں۔ صحابہ کرام میں حضرت ابن عباسؓ' ابو الدرداؓ' جریر بن عبد اللہؓ' نعمان بن بشیرؓ' عبد اللہ بن عمرؓ' عبد اللہ بن زبیر' ابو سعید الخدریؓ' سائب بن یزیدؓ' ابو امامہ بن سہلؓ نے اور تابعین میں سعید بن المسیب اور حمید بن عبد الرحمٰن نے آپ سے روایت لی ہیں۔

(تہذیب الاسماء نووی ص ۱۳۲)

اسلام لانے کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوۂ حنین اور تبوک میں شریک ہوئے (البدایہ ج ۸) انہی خصوصیات کی وجہ سے حضرت صدیق اکبرؓ نے بھی ان کو اپنے دور میں ممتاز مقام دیا۔ حضرت عمرؓ نے انہیں شام وغیرہ کا گورنر بنایا۔ حضرت عثمانؓ کے دور میں اسی عہدہ پر برقرار رکھا گیا اور ایک وہ وقت آیا کہ جب پانچ سالہ خانہ جنگی کے بعد پوری امت آپ کے جھنڈے کے نیچے جمع ہو گئی۔ حضرت معاویہؓ کی خلافت و حکومت دیگر پانچ صحابہؓ سے جو یکے بعد دیگرے خلیفہ ہوئے' طویل ہے۔ ان کو تقریباً بیس سال حکومت کرنے کا موقع ملا۔ اتنا طویل عرصہ حکومت کی جائے اور ملک میں امن امان قائم رہے۔ کسی دشمن کو بغاوت کرنے یا خلافت کے خلاف تحریک چلانے کی جرات نہ ہو' اس سے ان کی سیاست اور جہاں بانی کے ملکہ کا پتہ چلتا ہے۔

حضرت عثمانؓ کے عہد میں آپ نے بہت سی فتوحات کیں۔ آپ کے غزوات کی پیش گوئی لسان رسالت سے مل چکی تھی۔ حدیث پاک میں ہے' حضرت ام حرام فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"میری امت میں پہلا لشکر جو بحری لڑائی کرے گا' ان کے لئے جنت واجب ہو گئی۔"

(بخاری)

ام حرام فرماتی ہیں۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ ان کے ہاں آرام فرمایا۔ سو گئے۔ جاگے تو مسکرا رہے تھے۔ ام حرام نے عرض کی کہ۔

"کون سی چیز آپؐ کے مسکرانے کا سبب بنی؟"

فرمایا۔

"میری امت کے کچھ لوگ بحری جہاد کرتے ہوئے مجھے خواب میں دکھائے گئے۔ جیسے بادشاہ تختوں پر جلوہ گر ہوتے ہیں' انہیں دیکھ کر خوش ہوا ہوں۔"

ام حرام نے عرض کی۔

"دعا فرمائیں کہ اللہ مجھے ان میں شامل کر دے۔"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی پھر سو گئے۔ جاگے تو مسکرا رہے تھے۔ ام حرام نے پوچھا تو فرمایا۔

"میری امت کے لوگ سمندر میں جہاد کرتے ہوئے دکھائی دیئے' جیسے بادشاہ تختوں پر ہوں۔"

عرض کی۔

"دعا کریں اللہ مجھے ان میں شامل فرمادے۔"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"تم پہلی جماعت میں ہو۔"

(بخاری ج)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ خواب ۲۸ ہجری کو عہد عثمانؓ میں پورا ہوا۔ یہ غزوۂ حضرت امیر معاویہؓ کی قیادت میں ہوا۔ چنانچہ امام طبریؒ فرماتے ہیں۔

"حضرت امیر معاویہؓ کی قیادت میں ۲۸ ہجری میں قبرص پر پہلا بحری حملہ ہوا۔ قبرص آپؓ نے فتح کر لیا اور اس غزوہ میں آپ کے ساتھ حضرت عبادہ بن صامت اور ان کی زوجہ ام حرام (جن کے لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شرکت کی دعا فرمائی) حضرت مقدادؓ' حضرت ابو الدرداؓ اور حضرت شدادؓ جیسے کبار صحابہؓ بھی شریک تھے۔"

(طبری ج ۳ ص ۳۱۵)

ام حرام فتح کے بعد واپسی پر خچر پر سوار ہوتے وقت گر کر شہید ہو گئیں۔

ایک روایت میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو وضو کرانے کا شرف سیدنا ابو ہریرہؓ کو حاصل تھا۔ ایک روز وہ کسی وجہ سے یہ خدمت انجام نہ دے سکے تو حضرت معاویہؓ نے یہ خدمت سرانجام دی۔ اس موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبار سر اٹھا کر اور معاویہؓ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ۔

"رات اور دن کا سلسلہ ختم نہیں ہو سکتا جب تک معاویہ کو حکومت نہ ملے۔"

سیدنا حضرتؓ فرماتے ہیں' حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

"دن رات کی گردش اس وقت ختم نہیں ہو گی جب تک معاویہ خلیفہ نہ ہو جائیں گے۔"

(البدایہ والنہایہ ج ۸)

حضرت معاویہؓ چھٹے نمبر پر مسند خلافت پر براجمان ہوئے۔ سب سے پہلے حضرت ابو بکر صدیقؓ کو خلافت ملی' دوسرے نمبر پر حضرت عمرؓ' تیسرے نمبر پر حضرت عثمانؓ آئے' ان کے بعد چوتھے نمبر پر حضرت علیؓ کو خلافت ملی' حضرت علیؓ رمضان کے مہینے میں شہید ہو گئے۔ پھر حضرت حسنؓ کے پاس خلافت آئی۔ چند ماہ خلیفہ رہے پھر حضرت حسنؓ خلافت سے دستبردار ہو گئے اور زمام حکومت حضرت معاویہؓ کے سپرد کر دی اور ان کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ حضرت حسنؓ نے خلافت سے دستبردار ہو کر اور حضرت معاویہؓ سے صلح کر کے اپنے نانا ؐ کی اس پیشگوئی کو پورا فرمایا' جب حضرت حسنؓ ابھی بچے تھے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔

"میرا یہ بیٹا سردار ہے۔ اللہ اس کے ذریعے مسلمانوں کی دو عظیم جماعتوں کے درمیان صلح کروائے گا۔"

(بخاری شریف)

سیدنا حضرت حسنؓ کا آپ کے دست پر بیعت کرنا اس بات کا بین ثبوت ہے کہ آپؓ کی خلافت میں کسی طرح کی خامی نہ تھی۔ یہی وجہ ہے کہ سیدنا امیر معاویہؓ پورے بیس سال بحیثیت خلیفۃ المسلمین رہے۔ صحابہ کرامؓ اور تابعین کرام سب آپ پر متفق تھے۔ پورے بیس سال میں کسی ایک صحابیؓ' کسی تابعی کا قول نہیں ملتا جس نے آپ کے نظام میں رخنہ نکالا ہو۔ جلیل القدر صحابیؓ' خلافت راشدہ کے

عظیم مدبر و باصلاحیت جرنیل اور ہیں کے لگ بھگ حجاز مقدس سے افریقہ اور بحیرۂ روم سے بحیرۂ اوقیانوس تک پھیلی ہوئی اسلامی ریاست کے متقی علیہ اور ہردلعزیز خلیفہ برحق سیدنا حضرت امیر معاویہؓ ہیں' جن کے لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"اے اللہ! معاویہ کو ہادی و مہدی بنا اور اس کے ذریعے لوگوں کو ہدایت دے۔"

فرمایا۔

"معاویہ میرا رازدان ہے' جس نے معاویہ سے محبت کی نجات پاگیا۔ جس نے معاویہ سے بغض رکھا ہلاک ہوگیا۔"

(تطہیر الجنان ص ۱۹)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

"اللہ تعالیٰ قیامت کے دن معاویہ کو اس حال میں اٹھائیں گے کہ ان پر ایمان کے نور کی ایک چادر ہوگی۔"

(کنزالعمال ج۶)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاویہؓ کے حق میں دعا فرمائی۔

"اے اللہ! معاویہ کو کتاب یعنی قران مجید کا علم عطا فرما اور حساب کا علم (یعنی امور مملکت چلانے کا فن) عطا فرما۔ اے اللہ معاویہ کو عذاب سے بچا اور اسے جنت میں داخل فرما۔"

عبادت

صحابی جلیل حضرت ابوالدرداءؓ نے اہل شام سے فرمایا۔

"میں نے تمہارے امام حضرت معاویہؓ سے زیادہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز سے زیادہ مشابہ نماز پڑھنے والا نہیں دیکھا۔"

(منہاج السنۃ ج۳)

رعایا کا خیال

حضرت معاویہؓ کا معمول یہ تھا کہ آپؓ دن رات پانچ مرتبہ عام ملاقات کی اجازت دیتے تھے۔ صبح تلاوت اور صلوۃ الضحیٰ کے بعد ناشتہ آتا جو رات کا بچا ہوا عموماً ہوتا تھا۔ ناشتہ کے بعد آپؓ مسجد میں کرسی پر بیٹھ جاتے۔ کمزور دیہاتی بچے' عورتیں' بے کس' لاوارث سب آپؓ کے سامنے پیش کئے جاتے تھے۔ ہر شخص اپنی شکایت پیش کرتا اور جب کوئی فریادی نہ رہتا' تب آپؓ قصر امارت میں تشریف لے جاتے تھے۔

(مروج الذہب مسعودی ج۲)

آپؓ نے ایک آدمی مقرر کیا ہوا تھا' جو لوگوں کی حاجتیں معلوم کرنے پر آپؓ کو اطلاع دیتا تھا۔

(البدایہ ج۸)

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ ان دس خوش نصیبوں میں سے ہیں' جنہیں اس دنیا میں ہی لسان نبوت سے جنت کی بشارت مل چکی تھی' فرماتے ہیں کہ میری نگاہوں نے حضرت عثمانؓ کے بعد اس دروازے والے (حضرت معاویہؓ) سے حق سے فیصلہ کرنے والا نہیں دیکھا۔

حضرت علیؓ کے متعلق فرمایا

امیر معاویہؓ سے منقول ہے کہ انہوں نے قسم کھا کر فرمایا کہ۔

"علیؓ مجھ سے بہتر اور مجھ سے افضل ہیں اور میرا ان سے اختلاف صرف عثمانؓ کے قصاص کے مسئلہ میں ہے' اگر وہ خون عثمانؓ کا قصاص لے لیں تو اہل شام میں سے ان کے ہاتھ پر بیعت کرنے والا سب سے پہلے میں ہوں گا۔"

(البدایہ والنہایہ ج۷)

حضرت علیؓ کی حیات میں کبھی دعویٰ خلافت نہیں کیا۔ جب قیصر روم نے مسلمانوں کی باہمی خانہ جنگی سے فائدہ اٹھا کر ان پر حملہ آور ہونے کا ارادہ کیا۔ سیدنا امیر معاویہؓ کو اطلاع ہوئی تو آپؓ نے قیصر روم کو خط لکھا اور اسے رومی کتے کے خطاب سے مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔

"اگر تم نے اپنا ارادہ پورا کرنے کی ٹھان لی تو میں قسم کھاتا ہوں کہ میں اپنے ساتھی (حضرت علیؓ) سے صلح کرلوں گا اور پھر تمہارے خلاف ان کا جو لشکر روانہ ہوگا' میں علی مرتضیٰ کے لشکر میں شامل ہو کر قسطنطنیہ کو جلا ہوا کوئلہ بنا دوں گا اور تمہاری حکومت گاجر مولی کی طرح اکھاڑ پھینکوں گا۔"

(تاج العروس)

اپنی خلافت کے زمانے میں حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ کو مقرر کردہ وظائف دے بے بہا عطیات دیا کرتے تھے۔ دونوں صاحبزادے ہر سال بلاناغہ آپؓ کے ہاں دمشق جاتے' آپ دونوں کی بہت عزت کیا کرتے تھے۔

ابن کثیرؒ فرماتے ہیں۔

عبداللہ بن مبارک سے حضرت معاویہ کے متعلق سوال کیا گیا تو فرمایا۔

"کیا کہوں اس شخص کے حق میں جس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سمع اللہ لمن حمدہ کے جواب میں ربنا لک الحمد کہی۔"

پھر ان سے سوال کیا گیا کہ۔

"معاویہ افضل ہیں یا عمر بن عبدالعزیز افضل ہیں؟"

تو فرمایا کہ۔

"حضرت معاویہؓ تو معاویہؓ ان کے ناک میں پڑی ہوئی غبار جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر یا جہاد میں پڑی وہ حضرت عمر بن عبدالعزیز سے افضل ہے۔"

ایک بزرگ حضرت معافی بن عمران سے یہی سوال کیا گیا تو غضبناک ہوگئے۔ پوچھنے والے کو فرمایا۔

"کیا تو ایک صحابی کو تابعی کی مانند سمجھتا ہے؟"

پھر فرمایا۔

"حالانکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی صہر کاتب اور اللہ کی وحی پر امین تھے۔"

اور فرمایا۔

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے صحابہ اور میرے صہر کے رشتہ والوں کو چھوڑ دو جس نے ان کو برا بھلا کہا اس پر اللہ' ملائکہ اور سب لوگوں کی لعنت۔"

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ فرماتے ہیں۔

"اگر معاویہؓ کے گھوڑے کے سموں سے نکلنے والا غبار مجھ پر پڑ جائے تو میں سمجھوں گا کہ میری نجات کی راہ نکل آئی۔"

حضرت معاویہؓ نے محکمہ ڈاک قائم کیا۔ مختلف مقامات پر چوکیاں بنائیں' جہاں ہروقت تازہ گھوڑے موجود رہتے۔ قاصد گھوڑوں پر سوار ہو کر پیغام لے کر جاتے' اگر کہیں گھوڑا تھک جاتا تو چوکی پر تازہ گھوڑے میسر ہوتے تھے۔ یہ چوکیاں تھوڑی تھوڑی مسافت کے فاصلہ پر بنائی گئی تھیں۔ اسی طرح خبر ایک مقام سے دوسرے مقام پر جلد اور بآسانی پہنچ جاتی۔

سیدنا معاویہؓ نے جہاز سازی کا پہلا کارخانہ مصر میں قائم کیا۔ سیدنا معاویہؓ نے اپنے عہد میں بہت سی نئی مساجد تعمیر کروائیں اور پرانی مسجدوں کی مرمت کرائی۔

وفات

۲۲ رجب المرجب ۶۰ھ میں ۷۸ سال کی عمر میں اس دار فانی سے کوچ کرگئے۔ ۱۹ سال ۵ ماہ مسند خلافت پر فائز رہے۔ امیر معاویہؓ کے پاس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کرتہ اور چادر مبارک تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مبارک اور کچھ ناخن بھی' آپ کے پاس تھے۔ وفات کے وقت سیدنا معاویہؓ نے وصیت کی کہ مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ان کپڑوں میں لپیٹ دیا جائے اور بال اور ناخنوں کو باریک کتر کے کچھ منہ میں اور میری ناک میں رکھ دیے جائیں چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ دمشق میں آپؓ کو سپرد خاک کیا گیا۔

قادیانی مصنوعات کا بائیکاٹ کرکے تاجدار ختم نبوت صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی حاصل کیجئے۔

محمد اقبال
عمران کلاتھ اسٹور دوکان نمبر ۲
جامع کلاتھ مارکیٹ' حیدرآباد

تحریر- قاری عنایت الرحمٰن رحمانی ڈیروی

فضیلتِ جہاد

جب بھی مسلمان جہاد سے روگردانی کرتے ہیں تو دوسری قومیں ان پر غالب آنے کی کوشش کرتی ہیں

جہاد اسلام کے فرائض نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ کی طرح اسلام کا اہم فرض ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

"جہاد قیامت تک جاری رہے گا۔"

قرآن و سنت کی بے شمار نصوص اور اجماع امت جہاد کی فرضیت کا اعلان کر رہے ہیں اور قرآن و سنت کے نصوص نیز پوری تاریخ اسلام کا تجربہ شاہد ہے کہ جب بھی مسلمان جہاد چھوڑ دیتے ہیں تو دوسری قومیں ان پر غالب آجاتی ہیں۔ مسلمانوں کے دل ان سے مرعوب ہو جاتے ہیں اور پھر ان کی آپس میں پھوٹ پڑ جاتی ہے۔ وہ جذبہ شجاعت و حمیت جو کفار کے مقابلہ میں صرف ہونا چاہئے تھا وہ آپس کی فرقہ بازی میں صرف ہونے لگتا ہے اور یہی ان کی تباہی کا سبب بنتا ہے، جیسا کہ آج تجربہ شاہد ہے۔ امام راغب اصفہانیؒ نے لفظ جہاد کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا کہ جہاد کی تین قسمیں ہیں۔

ا۔ کھلے دشمن کا مقابلہ۔

۲۔ شیطان اور اس کے پیدا کئے ہوئے خیالات کا مقابلہ۔

۳۔ خود اپنے نفس کی ناجائز خواہشات کا مقابلہ۔

مطلب یہ ہے کہ جو چیز بھی اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے راستہ میں رکاوٹ ہے اس کی مدافعت جہاد ہے اور یہ رکاوٹ عموماً انہی تین طرفوں سے ہوتی ہے۔ جہاد کے فضائل اور اس کے ترک پر وعید بے شمار قرآنی نصوص و احادیث سے ثابت ہیں، جن میں سے چند احادیث کا بطور تبرک ذکر مردہ دلوں میں جذبہ جہاد کو بیدار کرنے کے لئے ذکر کیا جاتا ہے۔

حضرت معاذ بن جبلؓ ایک طویل حدیث کے ذیل میں روایت فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

" اصل کام اسلام ہے اور اسلام کا عمود جس پر اس کی تعمیر قائم ہے نماز ہے اور اس کا اعلیٰ مقام جہاد ہے۔"

اس حدیث میں اشارہ ہے کہ مسلمانوں کی قوت و عزت جہاد پر موقوف ہے۔ جب وہ جہاد چھوڑ دیں گے تو ذلیل اور خوار ہو جائیں گے۔ حضرت ابو ہریرہؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل فرماتے ہیں کہ

"اللہ کے لئے جہاد کرنے والے کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص مسلسل روزے رکھتا رہے اور رات بھر نماز تہجد اور تلاوت قرآن میں مشغول رہے۔ نہ کسی دن روزہ میں سستی کرے اور نہ کسی رات نماز میں اور مجاہد کو یہ فضیلت اس وقت تک برابر حاصل رہے گی، جب تک وہ گھر نہ لوٹ آئے۔"

(بخاری و مسلم)

ایک صحابی رسول پہاڑی درہ کے ایک چشمہ پر پہنچے۔ چشمہ صاف اور میٹھا دیکھ کر ان کو پسند آیا اور دل میں کہا کہ یہ جگہ عبادت کے لئے اچھی ہے۔ میں لوگوں سے الگ ہو کر یہیں قیام کرلوں۔ جب آپؐ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو اس خیال کا ذکر آپؐ سے کیا۔ آپؐ نے فرمایا۔

"ایسا نہ کرو۔ اس لئے کہ ایک شخص کا اللہ کے راستہ میں کھڑا ہونا (جہاد میں) اپنے گھر میں رہ کر ستر سال کی نماز سے بہتر ہے۔ کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تعالیٰ تمہاری مغفرت فرمائے اور تمہیں جنت میں داخل کرے۔ جاؤ اللہ کی راہ میں جہاد کرو۔ جو شخص تھوڑی دیر بھی اللہ کی راہ میں جہاد کرتا ہے، اس کے لئے جنت واجب ہو جاتی ہے۔"

(ترمذی)

اس سے معلوم ہوا کہ ضرورت جہاد کے وقت خلوت میں بیٹھ کر عبادت کرنے سے جہاد میں حصہ لینا بدرجہا بہتر ہے۔ حضرت ابو امامہؓ آپؐ سے نقل فرماتے ہیں کہ

"اللہ کے راستہ میں (جہاد کے لئے) ایک مرتبہ صبح یا شام کو نکلنا دنیا اور اس کی تمام نعمتوں سے بہتر ہے اور ایک شخص کا صف جہاد میں کھڑا ہونا گھر میں رہ کر ساٹھ برس کی عبادت سے بہتر ہے (احمد) اسی طرح جہاد سے واپسی کے سفر میں بھی وہی ثواب ملتا ہے جو جہاد کے لئے جانے کے وقت ملتا ہے (ابوداؤد)۔

آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ

"میرے سامنے وہ تین آدمی پیش کئے گئے جو سب سے پہلے جنت میں جائیں گے۔ اول شہید فی سبیل اللہ۔ دوسرے وہ متقی پرہیزگار جو کوشش کرکے ہر گناہ سے بچتا ہے۔ تیسرے وہ غلام جس نے اللہ تعالیٰ کے حق عبادت اور اپنے آقا کی خدمت میں بھی کوتاہی نہیں کی۔"

(ترمذی)

لیکن جہاد کرنے میں نیت خالص ہونی چاہئے شہرت نام و نمود نہ ہو بلکہ محض اعلاء کلمۃ اللہ کی نیت ہو۔ اس لئے آپؐ کا ارشاد ہے کہ

"جو شخص اللہ کی راہ میں زخمی ہو جائے اور اللہ ہی جانتا ہے کہ کون اس کی راہ میں زخمی ہوا (یعنی دل کی نیت خدا کو ہی معلوم ہے) تو وہ قیامت کے روز اس حال میں پیش ہو گا کہ اس کے زخم سے خون بہہ رہا ہو گا وہ صورتاً تو خون ہو گا مگر اس کی خوشبو مشک جیسی ہو گی۔"

(متفق علیہ)

اسی طرح اسلامی سرحدات کی حفاظت کرنا بھی جہاد ہے۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا۔

"ایک دن اسلامی سرحدوں کی حفاظت کرنا ساری دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔"

(مسلم)

اور فرمایا کہ

"ہر مرنے والے کے عمل پر مہر لگادی جاتی ہے۔ مرنے کے بعد اس کے عمل میں کوئی زیادتی نہیں ہو سکتی بجز اس شخص کے جو اللہ کی راہ میں کسی سرحد کی نگرانی کرتے ہوئے مرگیا تو اس کا عمل قیامت تک اس کے اعمال نامہ میں بڑھایا جائے گا اور وہ قبر کے سوال جواب سے آزاد رہے گا۔"

(ترمذی)

اور فرمایا کہ

"ایک دن رات اسلامی سرحد کی حفاظت کرنا ایک ماہ کے مسلسل روزے اور ساری رات نماز تہجد سے افضل ہے اور اس کا عمل قیامت تک بڑھتا رہے گا (اس کے اعمال نامہ میں) اس کا رزق اللہ کی طرف سے جاری رہے گا اور قبر کے

عذاب سے بھی محفوظ رہے گا۔"

(مسلم)

اور آپؐ کا ارشاد ہے کہ۔

"دو آنکھیں ایسی ہیں کہ انہیں آگ نہیں چھوئے گی۔ ایک وہ آنکھ جو خوف خدا سے روئی اور دوسری وہ آنکھ جس نے جہاد فی سبیل اللہ میں پہرہ دیتے ہوئے رات گزاری ہو۔"

جہاد اتنا عظیم الشان عمل ہے کہ آپؐ نے خود اس میں شرکت اور شہادت کی تمنا فرمائی۔ آپؐ نے فرمایا کہ۔

"میری تمنا ہے کہ اللہ کی راہ میں شہید کیا جاؤں' اور پھر مجھے زندہ کیا جائے۔ پھر شہید کیا جاؤں' پھر زندہ کر دیا جائے۔ پھر شہید ہو جاؤں' پھر زندہ ہوں' پھر شہید ہو جاؤں کیونکہ شہادت کی موت میں عجیب لذت ہے۔"

تمام صحابہ کرامؓ کی یہی خواہش تھی اور شہید پھر جنت میں آرزو کریں گے کہ ہمیں پھر دنیا میں بھیجا جائے اور ہم راہ خدا میں جہاد کریں گے اور شہید ہو جائیں کیونکہ شہادت میں جو لذت ہے وہ جنت کی نعمتوں میں نہیں۔ اس طرح شہادت کی تمنا کرنا بھی درست ہے جبکہ موت کی تمنا و آرزو سے حضورؐ نے منع فرمایا ہے۔ اگر جہاد میں جانے والا کسی اور عارضہ کی وجہ سے بھی فوت ہو جائے تو وہ بھی شہید ہے۔ آپؐ کا ارشاد ہے کہ۔

"جو شخص جہاد کے لئے گھر سے نکلا پھر اس کو موت آگئی یا کسی نے قتل کر دیا یا سواری سے گر کر مرگیا یا کسی زہریلے جانور نے کاٹ لیا یا اپنے بستر ہی کسی مرض میں مرگیا تو وہ بھی شہید ہے اور اس کے لئے جنت ہے۔"

(ابوداؤد)

جہاد میں جو چیز کام آئے اس کو صرف کرنا چاہئے حتیٰ کہ زبان سے لوگوں کو ترغیب جہاد کرنا بھی جہاد ہے۔ آپؐ کا ارشاد ہے کہ۔

"مشرکین کے خلاف اپنے مال' اپنی جانوں سے اور اپنی زبانوں سے جہاد کرو۔"

(نسائی)

جہاد میں مال خرچ کرنے کی بڑی فضیلت ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ۔

"جو شخص اللہ کی راہ (جہاد) میں کچھ مال خرچ کرتا ہے تو سات سو گنا لکھا جاتا ہے۔"

(ترمذی)

"اور جس شخص نے جہاد کے لئے مال خرچ کیا اور خود جہاد میں نہ گیا' اس کو ایک درہم پر سات سو درہم کے برابر ثواب ملے گا اور جس نے خود جہاد بھی کیا اور اپنا مال بھی خرچ کیا تو اس کے ایک درہم کا ثواب سات لاکھ درہم کے برابر ہو گا۔"

(ابن ماجہ)

"اور جس شخص نے اللہ کی راہ میں گھوڑا وقف کر دیا اللہ تعالیٰ پر ایمان اور اس کے وعدہ کی تصدیق کرتے ہوئے تو اس گھوڑے کا کھانا پینا لید اور پیشاب کرنا سب کا ثواب قیامت کے دن اس کی میزان عمل میں رکھا جائے گا۔"

(بخاری)

اس طرح عظمت کے کام میں سستی نہیں کرنی چاہئے۔ بوقت ضرورت جہاد کے لئے جانا چاہئے کیونکہ ترک جہاد اچھا نہیں۔ آپؐ کا ارشاد ہے کہ۔

"جس شخص نے نہ کبھی جہاد کیا اور نہ اپنے دل میں جہاد کا ارادہ کیا وہ ایک قسم کے نفاق پر مرے گا۔"

(مسلم)

"اور جو شخص قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کے سامنے اس طرح ہو کہ اس کے بدن پر جہاد کا کوئی نشان نہ ہو تو وہ ایک عیب کے ساتھ اللہ سے ملے گا۔"

(ترمذی)

اس دور میں اکثر ممالک میں مسلمان مظلومیت کی زندگی گزار رہے ہیں۔ ان کو مالی و جانی تحفظ حاصل نہیں ہے اور ان کی آبرو بھی محفوظ نہیں رہی۔ ایسے مسلمان اپنی حریت و آزادی کے لئے جنگ لڑ رہے ہیں۔ خداوند ان کو اپنے مقاصد میں کامیابی عطا فرمائے۔ ہم تمام مسلمانوں کا فرض بنتا ہے کہ اپنے مظلوم بھائیوں کی ہر ممکن طور پر مدد و نصرت کریں تاکہ وہ بھی آزادی سے زندگی بسر کر سکیں۔ اسی طرح مختلف اسلام دشمن مذہبوں سے بھی ہماری جانی و قلمی جنگ شروع ہے خصوصاً قادیانیت اور دشمنان صحابہ کرامؓ کے خلاف جو جنگ لڑی جا رہی ہے' اس میں بھی حصہ لینا کار خیر اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ سے دلی الفت کا ثبوت ہے۔ خداوند تعالیٰ دشمنان اسلام کو نیست و نابود فرمائے اور اسلام کا جھنڈا ہمیشہ بلند رہے (آمین)۔

تحریکِ ختمِ نبوت 1974

ترتیب و تدوین

مولانا اللہ وسایا

تحریک ختم نبوت 1954ء تا 1974ء' قادیانی احتساب کی سرگزشت ○ مجلس تحفظ ختم نبوت کا قیام اور مسلم لیگی حکومت کا عتاب ○ سید عطاء اللہ شاہ بخاری کا سہروردی کے نام خط ○ ظفر اللہ خاں قادیانی کی نئی ڈپلومیسی کے پرانے شہرہ کی دلچسپ داستان ○ عقیدہ ختم نبوت کی حفاظت کے لئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض بزرگوں کو بشارتیں ○ قادیانیوں کا خلیفہ ربوہ کے مظالم کے خلاف احتجاج اور بغاوت ○ قادیان میں ختم نبوت کانفرنس ○ مسیح موعود بننے کا پاکستانی دعویدار ○ اسلامی ممالک میں قادیانیوں کا داخلہ بند ○ اسمبلی میں مولانا غلام غوث ہزاروی کے دلچسپ سوالات ○ سکندر مرزا ایک قومی غدار ○ "ایک غلطی کا ازالہ" کی ضبطی ○ محاذ قادیان پر کام کرنے والے مجاہد علماء کرام ○ اقبال اور قادیانیت ○ پنجاب یونیورسٹی اور قادیانیت ○ قادیانی جماعت کا بجٹ ○ فرقان فورس کیا بلا ہے؟ ○ خلیفہ ربوہ کی مشکوک سرگرمیاں ○ قادیانیوں کی اشتعال انگیزیاں ○ اسرائیل میں مرزائی مشن ○ ربوہ کا سالانہ میلہ ○ ہفت روزہ "چٹان" کی ضبطی ○ مولانا عبید اللہ انور کی گرفتاری ○ بھٹو اور مرزا ناصر ○ فوج کا ہیڈ کوارٹر۔ ربوہ۔؟ ○ تبلیغ اسلام کے لئے قادیانیوں کا تقرر ○ ایم ایم احمد قادیانی قائم مقام صدر پاکستان ○ چینی سفیر ربوہ میں ○ مرزائی لندن پلان ○ مرزائی گھوڑے ○ رفیق باجوہ پر قاتلانہ حملہ ○ سانحہ سقوط مشرقی پاکستان اور قادیانی ○ محکمہ تعلیم اور قادیانی ○ قادیانی خلیفہ کو پاکستان ایئر فورس کی سلامی ○ بھٹو کے خلاف مرزائی سازشیں ○ ضلع ڈوب میں قادیانیوں کا داخلہ بند ○ مولانا شمس الدین کی شہادت ○ ربوہ' علاقہ غیر ○ مرزائی سلطنت کے خواب ○ پاک فوج میں قادیانی سازشیں ○ براڈ کاسٹنگ ان دی ربوہ ○ ربوہ' سازشوں کا مرکز ○ اسمبلی میں چوہدری ظہور الٰہی کا خطاب ○ صدر پاکستان اور قادیانی خلیفہ مرزا طاہر احمد ○ رابطہ عالم اسلامی کی قرارداد ○ "پاکستان قائم نہیں رہے گا" مرزا ناصر احمد کی دھمکی ○ سانحہ ربوہ 1974ء ○ قادیانی غنڈوں کا مسلمان طلبہ پر وحشیانہ ظلم و ستم ○ حنیف رامے کی بدترین مرزائیت نوازی ○ قادیانی حوروں کی حقیقت ○ قادیانی جنت و دوزخ ○ مرزا ناصر کے اندرون خانہ راز اور بوہری کا قتل ○ کوثر نیازی ربوہ میں ○ لیبیا کا اینٹی پانسٹ اور قادیانی ○ شیزان' قادیانیوں کی فیکٹری ○ ملک قاسم' مجید نظامی' آغا شورش کاشمیری کے عدالت میں باطل شکن بیانات ○ مرزا ناصر احمد عدالت کے کٹہرے میں ○ خلیفہ ربوہ کی لاہوری گروپ سے لاتعلقی ○ سانحہ ربوہ کے سلسلہ میں جسٹس صمدانی ٹریبونل کی لمحہ بہ لمحہ کارروائی ○ پہلی بار منظر عام پر

○ کمپیوٹر کتابت ○ عمدہ کاغذ ○ اعلیٰ طباعت ○ چار رنگا خوبصورت ٹائٹل ○ مضبوط جلد ○ صفحات 1224 ○ قیمت 200 روپے

○ جماعتی کارکنوں کے لئے قیمت صرف 120 روپے ○ قیمت کا پیشگی منی آرڈر آنا ضروری ہے ○ وی پی ہرگز نہ ہوگی۔

ایک ایسی تاریخی دستاویز جس کا مدتوں انتظار تھا
پڑھئے اور تحفظ ختم نبوت کے لئے آگے بڑھئے

ملنے کا پتہ: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت' حضوری باغ روڈ' ملتان۔ فون: 40978

معاشرہ میں عورت کا مقام

از۔ مولانا عبداللطیف مسعود ڈسکہ

تم عورتوں کے بارے میں خدا سے ڈرنا کیونکہ تم نے ان کو خدا کے کلمے سے حلال کیا ہے

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ۔

"جو کوئی اچھا عمل کرے مرد ہو یا عورت بشرطیکہ وہ دولت ایمان سے مالامال ہو تو ہم لازماً" اسے پاکیزہ اور پرسکون زندگی عطا فرمائیں گے اور ان کے اعمال سے کہیں بڑھ کر ان کو اجر و صلہ سے نوازیں گے۔"

(النحل)

قارئین کرام! خالق کائنات نے نوع انسانی کو اپنی تمام مخلوقات سے بڑھ کر مرتبہ و مقام عنایت فرمایا ہے۔ جیسے اس کا ارشاد ہے کہ۔

"ہم نے اولاد آدم کو بزرگی عطا فرمائی ہے۔"

نیز فرمایا۔

"ہم نے انسان کو بہترین شکل و صورت پر پیدا فرمایا ہے۔"

اب بنی نوع انسان کے دو شعبے اور صنفیں ہیں۔ مرد اور عورت۔ لہٰذا مندرجہ بالا اعزاز و اکرام میں دونوں شعبے (خواتین اور حضرات) یکساں شامل ہیں۔ ایسے نہیں کہ مرد تو خدا کے ہاں زیادہ شرف و فضل کا مالک ہو اور عورت کم درجہ اور بے وقعت ہو۔ ایسا ہرگز نہیں چنانچہ بجائی تینوں آیات میں دونوں گروہوں اور طبقوں کو واضح وریہ برابر رکھا گیا ہے کہ جو فرد بھی اپنے عزو شرف والے شرائط (ایمان اور عمل صالح) کو بجا لائے گا' وہی خدا کے ہاں محبوب اور صاحب قدر و منزلت ہوگا۔ اس میں عورت یا مرد کی کوئی تخصیص نہیں۔

مگر اس کے برعکس ابتداء ہی سے انسانی معاشرہ میں اس صنف (عورت) کو حقیر اور کمتر سمجھا جاتا رہا ہے کہ یہ بھی دیگر مال و متاع کی طرح مرد کے لئے ایک مشغلہ اور دل لگی کا کھلونا ہے اور اس کی کوئی اہمیت نہیں۔ قبل از اسلام کسی بھی نظریہ یا معاشرہ میں اس کو صحیح مقام نصیب نہیں ہو سکا لیکن رحمت کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی رحیمانہ تعلیمات میں اس کو بڑے اہتمام سے اس کے صحیح مقام اور وقار کو بحال فرمایا۔ قرآن مجید اور ارشادات فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم میں بڑی تفصیل اور وضاحت سے اس کے مراتب اور ان کے مطابق حقوق بیان فرمائے گئے ہیں۔

عورت کے چار منصب اور درجات

خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات میں عورت کو چار حیثیات عطا فرمائی گئی ہیں اور پھر ان چاروں کے الگ الگ حقوق و واجبات تفصیلاً" بیان فرمائے گئے ہیں۔

عورت کے مندرجہ ذیل چار مقام اور حیثیات ہیں۔

1. عورت' بیٹی کی حیثیت میں۔
2. عورت' بہن کی حیثیت میں۔
3. عورت' بیوی کی حیثیت میں۔
4. عورت' ماں کی حیثیت میں۔

عورت بحیثیت بیٹی

رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے پہلے عورت اتنی کمتر اور بے وقعت ہو چکی تھی کہ اس کی مندرجہ بالا چاروں حیثیات ہی دانغدار اور فراموش کی جا چکی تھیں۔ بیٹی کو دامادی کی عار یا فقر و فاقہ کی بنا پر پیدا ہوتے ہی زندہ درگور کر دیتے تھے اور بعض اقوام اپنی مختلف عبادات اور رسوم میں اسے ذبح بھی کر دیتے تھے۔ بتوں کے لئے اور مندروں میں اس کو بطور چڑھاوا بھی استعمال کیا جاتا تھا۔ پھر زندہ رہنے کی صورت میں اس کو بیٹوں سے کمتر اور وراثت سے محروم کر دیا جاتا تھا۔

رحمت کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے بیٹی کے متعلق فرمایا کہ۔

"جس کو اللہ تعالیٰ لڑکیاں عطا فرمائے پھر وہ اسے جاہلیت کے مطابق دامادی کی عار یا فقر و فاقہ کی بنا پر زندہ درگور نہ کرے نہ اسے حقیر اور کمتر جانے۔ لڑکوں کو اس پر فوقیت اور برتری بھی نہ دے تو خدا تعالیٰ ایسے انسان کو جنت میں داخل فرمادے گا۔"

(مشکوٰۃ ص ۴۲۳)

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ۔

"جسے بیٹیوں کے امتحان میں ڈالا گیا تو اس نے ان کے ساتھ عمدہ سلوک (تعلیم و تربیت کا) کیا تو وہ اس کے لئے آگ سے نجات کا ذریعہ ہوں گی۔"

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ۔

"جس نے دو بچیوں کی پرورش کی حتیٰ کہ وہ اپنے گھر پہنچ گئیں' تو ایسا شخص میرے ساتھ جنت میں ہوگا۔"

(مشکوٰۃ ص ۴۲۱)

یعنی جو شخص لڑکیوں کو عطیہ خدائی سمجھ کر لڑکوں کی طرح خدا کا ممنون احسان رہتے ہوئے ان کی رضا و رغبت عمدہ تربیت کرے ان کی تمام ضروریات بخوشی پورا کرے' ان کو خدائی احکام کی تعلیم دے کر باایمان اور باحیا طرز حیات سکھائے تو ایسی لڑکیاں بروز حشر اس کے لئے جہنم سے خلاصی اور نجات کا ذریعہ ہوں گی۔ لیکن اگر ان مظلوموں کو دینی آداب و تعلیم نہ سکھائے بلکہ دنیاوی ڈگریاں اور مخلوط تعلیم و ہنر سے آراستہ کر کے دین و ایمان اور حیا و پرہیزگاری سے بے بہرہ رکھے گا تو اس صورت میں ان کی اپنی عاقبت ہی مخدوش ہے' اس ظالم باپ کو کیا فائدہ پہنچ سکتا ہے۔ وہ تو ان کی اور خود اپنی بربادی کا بھی ذمہ دار ہوگا۔ اس لئے خوب ذہن نشین کر لیں' یہ فائدہ تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نصاب تعلیم پڑھانے کی صورت میں مل سکتا ہے' اسکول و کالج کا لارڈ میکالے کا نصاب پڑھا کر ڈگریاں اور مخلوط ملازمت تک پہنچا کر بروز حشر لارڈ میکالے ہی کے ساتھ مقام مل سکے گا۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جنت سے بالکلیہ بے دخلی نصیب ہوگی۔ کسی کو کوئی خوش فہمی نہ رہنا چاہئے اور سنئے کہ فرمایا رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ۔

"وہ میلے کچیلے بے رونق رخساروں والی خاتون (بیوہ) جس کا خاوند فوت ہو چکا ہو۔ اور وہ حسب و جمال کے باوجود اپنی عفت و ناموس کو محفوظ رکھتے ہوئے اپنے یتیم بچوں کی پرورش اور تربیت کرتی ہے تو روز حشر وہ اور میں جنت میں اتنے قریب ہوں گے' جیسے یہ شہادت اور ساتھ والی انگلی۔"

(ابو داؤد مشکوٰۃ ص ۴۲۳)

ملاحظہ فرمایئے کہ خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے زیر سایہ زندگی گزارنے میں کیا کیا انعامات اور سکون و اطمینان اور سعادت و خوش بختی ہے۔ ہر فرد کو ان فوائد کے حصول کو اپنا مطمع نظر بنانا چاہئے۔ ماڈرن تہذیب سے بہرصورت بچنے کی کوشش کریں۔

عورت بحیثیت بہن

اس حیثیت کے لحاظ سے بھی قرآن و حدیث میں کافی حقوق کی کافی تفصیل آئی ہے' ان کے ساتھ حسن سلوک' ادائیگی حقوق بالخصوص وراثت میں شراکت کا خصوصی اہتمام فرمایا گیا ہے۔ ان کو بیٹیوں کے ساتھ ہی رکھا گیا ہے۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ۔

"جو شخص اپنی تین بچیوں کی یا اتنی ہی بہنوں کی پرورش کرے اور انہیں شفقت و محبت سے رکھے (بوجھ نہ سمجھے) حتیٰ کہ خدا تعالیٰ ان کو اس سے بے نیاز کردے یعنی وہ شادی کے ذریعہ اپنے گھروں میں پہنچ جائیں یا وہ خدا کے ہاں پہنچ جائیں تو خدا تعالیٰ ایسے شخص کے لئے جنت واجب کردیتا ہے۔"

اس پر ایک آدمی نے عرض کیا۔

"اے خدا کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم اگر دو بچیاں یا بہنیں ہوں تو ان کی تعلیم و تربیت کا کتنا درجہ ہے۔"

تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"دو کا بھی یہی حکم ہے۔"

حتیٰ کہ اگر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم ایک کے متعلق عرض کرتے تو آپ اس کا بھی یہی حکم ارشاد فرماتے (سبحان اللہ)۔

پرورش اور عمدہ تعلیم و تربیت جس پر یہ مقام حاصل ہوگا' وہی ہے جو اس بشارت سنانے والے رسول معظم کے زیر ہدایت ہوگی۔ اس کو نظر انداز کرکے بیٹی یا بہن کی حسب رواج کے مطابق ایمان و حیا سے ہٹ کر یہ محنت کرنے والا کسی بھی بشارت کا حق دار نہیں بلکہ الٹا ان کی تباہی اور بدبختی میں شریک ہوگا۔

عورت بحیثیت بیوی

اس پہلو پر بھی قرآن و حدیث میں کافی احکام اور حقوق کو نہایت موید انداز میں بیان فرمایا گیا ہے۔ جیسے فرمایا۔

"اے مردو! ان سے عمدہ طریقہ سے گزر بسر کرو۔"

(النساء ۱۹)

"اور جیسے ان کے ذمہ مردوں کے حقوق ہیں' ایسے ہی خاوندوں کے ذمہ ان کے بھی حقوق ہیں۔"

(البقرہ ۲۲۸)

یعنی فرق مراتب ملحوظ رکھتے ہوئے' دونوں طبقوں کے ایک دوسرے پر حقوق ہیں جن کی ادائیگی یکساں موید ہے۔ یہ نہیں کہ عورت کے ذمہ تو مرد کے حقوق ہوں مگر مرد کے ذمہ عورت کا کوئی حق نہ ہو بلکہ ہر فریق کے ایک دوسرے پر حقوق ہیں' جن کی ادائیگی میں تقصیر و کوتاہی قابل مواخذہ ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ۔

"عورتوں سے بہتر سلوک کرو کیونکہ یہ ٹیڑھی پسلی سے پیدا شدہ ہیں اور سب سے ٹیڑھی پسلی اوپر والی ہوتی ہے (جس سے یہ پیدا ہوئی ہے) تو اگر تم اسے سیدھا کرنا چاہو گے تو ٹوٹ جائے گی' ورنہ اسی طرح ٹیڑھی کی ٹیڑھی رہے گی لہٰذا ان سے عمدہ سلوک رکھو یعنی ان کے ٹیڑھے پن کو برداشت کرتے ہوئے ان کے ساتھ گزر بسر کرتے رہو۔"

(مشکوٰۃ ص ۲۸۰)

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ۔

"عورت جب پنج وقتہ نماز پڑھتی ہو اور ماہ رمضان کے روزے رکھتی ہو۔ اپنی عزت و ناموس کی محافظ ہو اور پھر اپنے خاوند کی فرمانبردار بھی ہو تو وہ خاتون جنت کے جس دروازے سے چاہے داخل ہوجائے (کوئی رکاوٹ نہ ہوگی)۔"

(مشکوٰۃ ص ۲۸۱)

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ۔

"تم میں سے بہتر آدمی وہ ہے جو اپنے اہل خانہ سے عمدہ برتاؤ کرنے والا ہو۔ یاد رکھو کہ میں بھی اپنے گھروالوں سے اچھا برتاؤ کرنے والا ہوں۔"

(مشکوٰۃ ص ۲۸۱)

رحمت کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری خطبہ حجۃ الوداع میں منجملہ دوسرے احکام و حقوق کے ساتھ خصوصاً" یہ بھی فرمایا کہ۔

"تم عورتوں کے بارے میں خدا سے ڈرنا' ان کو تم نے خدا کے کلمہ سے حلال کیا ہے لہٰذا ان کے حقوق کا خیال رکھنا۔"

علاوہ ازیں اس بارے میں کافی تفصیل سے عورتوں کے حقوق ملحوظ رکھنے کی تلقین فرمائی گئی ہے۔

عورت بحیثیت ماں

یہ باب تو نہایت ہی وقیع اور وسیع ہے۔ قرآن مجید اور احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں ماں کے حقوق کو بڑے اہتمام سے بیان فرمایا گیا ہے۔ خالق دوجہاں نے فرمایا۔

"اور تیرے رب نے یہ فیصلہ کردیا ہے کہ تم اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرنا اور ماں باپ کے ساتھ عمدہ سلوک کرنا۔ اگر ان دونوں میں ایک تیرے سامنے بڑھاپے کو پہنچ جائے یا دونوں ہی اس حالت کو پہنچ جائیں تو ان کو اف تک نہ کرنا اور نہ ان کو جھڑکنا اور ان کے ساتھ عزت و تکریم سے بات کرنا۔ اور ان کے ساتھ شفقت و محبت سے انکساری کا پہلو جھکائے رکھنا اور ان کے حق میں دعا کرتے رہو کہ اے ہمارے پروردگار ان دونوں پر رحمت فرمانا جیسے کہ انہوں نے مجھے بچپن میں پالا پوسا ہے۔"

(بنی اسرائیل)

دوسری جگہ فرمایا۔

"اور ہم نے انسان کو اس کے ماں باپ کے بارے میں تاکید فرمائی ہے کہ اس کی ماں نے اسے (پیٹ میں) اٹھائے رکھا کمزوری پر کمزوری سہہ کر اور اس کا دودھ چھڑانا دو سال میں ہوا۔ اس لئے میرا بھی شکرگزار رہو اور اپنے ماں باپ کا بھی ممنون احسان رہنا اور اگر وہ تجھے اس بارے میں تنگ کریں کہ تو میرے ساتھ ایسی چیزوں کو شریک بنا' جن کے متعلق تجھے کچھ علم نہیں تو ان کی یہ بات نہ ماننا لیکن دنیاوی طور پر ان کے ساتھ اچھے طریقے سے میل جول رکھنا۔"

(لقمٰن ۱۴'۱۵)

قرآن مجید میں کل ۷ مقامات پر ماں باپ کا تذکرہ آیا ہے اور ۱۲ مقامات پر اولاد کا۔

مندرجہ بالا آیات کے علاوہ بھی کئی اور آیات میں ان کے تقدس و احترام کو واضح فرمایا گیا ہے۔

قرآن مجید کی طرح احادیث نبویہؐ میں بھی والدین کے حقوق کو نہایت تفصیل اور اہتمام سے بیان فرمایا گیا ہے۔ مزید برآں معلم کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنے اسوۂ حسنہ سے بھی اس باب کی شاندار تکمیل فرمائی ہے۔ چند ارشادات عالیہ صلی اللہ علیہ وسلم ملاحظہ ہوں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ کسی نے سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ۔

"میرے عمدہ برتاؤ کا سب سے زیادہ حقدار کون ہے؟"

تو ارشاد فرمایا کہ۔

"تیری ماں۔"

عرض کیا۔

"پھر کون؟"

تو آپ نے فرمایا۔

"تیری ماں۔"

تیسری مرتبہ پھر عرض کیا تو پھر یہ فرمایا کہ۔

"تیری ماں۔"

عرض کیا کہ۔

"اس کے بعد؟"

تو فرمایا۔

"تیرا باپ۔"

(مشکوٰۃ شریف ص ۴۱۸)

یعنی تین مرتبہ ماں کا حق بیان فرمایا اور چوتھے نمبر باپ کا حق ذکر فرمایا۔ ملاحظہ فرمایئے کہ معلم کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے کس شاندار عنوان سے عورت کی بحیثیت ماں کے شان بلند فرمائی۔ ہے کسی مذہب و ملت میں یہ تصور؟

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ۔

"اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے تم پر ماؤں کی نافرمانی اور حق تلفی حرام فرمائی ہے۔ نیز بچیوں کا زندہ درگور کرنا بھی حرام قرار دیا ہے۔"

(ص ۴۱۹)

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ۔

باقی ص ۲۱ پر

ارکان پارلیمنٹ کے نام مولانا زاہد الراشدی صاحب کا کھلا خط

معزز ارکان سینٹ و قومی اسمبلی' اسلامی جمہوریہ پاکستان!

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

گزارش ہے کہ ان دنوں قومی حلقوں میں اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دستور کے حوالے سے مختلف امور زیر بحث ہیں۔ اخباری اطلاعات کے مطابق وفاقی کابینہ کی خصوصی کمیٹی دستور کا تفصیلی جائزہ لے رہی ہے اور توقع کی جاتی ہے کہ پارلیمنٹ میں حکومت کی طرف سے چند روز تک آئینی ترامیم کا ایک نیا بل سامنے آنے والا ہے۔

اس موقع پر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ زیر بحث امور کے بارے میں دینی نقطہ نظر سے چند ضروری گزارشات آپ کی خدمت میں پیش کی جائیں' تاکہ پاکستان کے اسلامی تشخص اور دستور پاکستان کی نظریاتی بنیاد کے تحفظ کے تقاضوں کو سامنے رکھتے ہوئے آپ پورے شعور و ادراک کے ساتھ اس اہم بحث میں شریک ہو سکیں۔ امید ہے کہ یہ معروضات آپ کی سنجیدہ توجہ سے محروم نہیں رہیں گی۔

آٹھواں آئینی ترمیمی بل :۔ آٹھویں آئینی ترمیمی بل کی منسوخی کے بارے میں بعض سیاسی حلقوں کی طرف سے زور دیا جا رہا ہے اور وجہ یہ بیان کی جاری ہے کہ اس ترمیم کے تحت صدر مملکت کو قومی اسمبلی توڑنے کا غیر مشروط اختیار حاصل ہے' جس کے استعمال کا نشانہ گزشتہ تین اسمبلیاں بن چکی ہیں' اس لئے ضروری ہے کہ صدر کے ان خصوصی اختیارات پر نظر ثانی کر کے صدر اور وزیر اعظم کے درمیان اختیارات کا توازن قائم کیا جائے' جہاں تک اختیارات کے توازن کا تعلق ہے' اس کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا' لیکن یہ بات پیش نظر رکھنا انتہائی ضروری ہے کہ آٹھویں ترمیم کے خاتمہ اور سابقہ پوزیشن کی بحالی سے یہ توازن قائم نہیں ہو گا بلکہ الٹ جائے گا' کیونکہ اس صورت میں وزیر اعظم مطلق العنان ہو جائے گا اور صدر بے اختیار ہو گا' جو سربراہ مملکت کے منصب اور وقار کے منافی ہے۔ اس لئے صدر اور وزیر اعظم کے اختیارات میں حقیقی توازن کے قیام کے لئے اعتدال کی راہ اختیار کرنا ہی قومی مفاد کا تقاضا ہے۔

آٹھویں آئینی ترمیم کے حوالہ سے یہ بات بھی ارکان پارلیمنٹ کے پیش نظر رہنا ضروری ہے کہ یہ ترمیم دراصل جنرل محمد ضیاء الحق مرحوم کے دور اقتدار میں ان کی طرف سے کئے جانے والے آئینی و قانونی اقدامات کو دستوری تحفظ فراہم کرنے کے لئے کی گئی تھی' جن میں (۱) قرارداد مقاصد کو دستور کا باضابطہ حصہ بنانا (۲) قذف اور زنا کی شرعی حد کا نفاذ (۳) چوری اور ڈاکہ کی شرعی حد کا نفاذ (۴) اسلامی قانون شہادت (۵) زکوۃ و عشر آرڈیننس (۶) احترام رمضان آرڈیننس (۷) امتناع قادیانیت آرڈیننس (۸) جداگانہ الیکشن کا قانون اور (۹) وفاقی شرعی عدالت کا قیام شامل ہیں' جنہیں آٹھویں ترمیم کی وجہ سے دستوری تحفظ حاصل ہے اور اس ترمیم کے خاتمہ کی صورت میں یہ تمام امور کالعدم ہو جائیں گے۔ اس لئے یہ انتہائی ضروری ہے کہ نفاذ اسلام کی سمت ہونے والی اس پیش رفت کو بچایا جائے اور آٹھویں ترمیم کے عنوان سے کوئی غیر محتاط قدم اٹھانے سے گریز کیا جائے۔

پارلیمنٹ کی خود مختاری :۔ دستور پاکستان کے حوالے سے پارلیمنٹ کی خود مختاری بحال کرنے کا مسئلہ بھی زیر بحث ہے اور پارلیمنٹ کی خود مختاری کے منافی آئینی دفعات کو ختم کرنے کی بات کی جا رہی ہے۔ اس سلسلہ میں عرض ہے کہ ہم بحیثیت مسلمان اپنے ایمان اور عقیدہ کی رو سے قرآن و سنت کے احکامات کو قبول کرنے کے پابند ہیں اور دستور میں شامل "قرارداد مقاصد" کی رو سے بھی خدا تعالیٰ کی حاکمیت اعلیٰ کو تسلیم کرتے ہوئے اس کی مقرر کردہ حدود اور قرآن و سنت کے احکام کی پابندی کی ضمانت دی گئی ہے' جس کی روشنی میں پارلیمنٹ کی مطلق خود مختاری کے مغربی تصور کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ قرارداد مقاصد کے علاوہ پارلیمنٹ کو قرآن و سنت کے مطابق قانون سازی کا پابند بنانے والی آئینی دفعات اور وفاقی شرعی عدالت کو قرآن و سنت کے منافی قوانین کالعدم قرار دینے کا اختیار بھی پارلیمنٹ کی غیر مشروط بالادستی کی راہ میں حائل ہے اور غالباً انہی دفعات کو غیر موثر بنانے کے لئے پارلیمنٹ کو قانون سازی کا غیر مشروط اختیار دینے کی دفعہ آئین میں شامل کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے' جو خدانخواستہ اگر کامیاب ہو گئی تو پاکستان اور دستور پاکستان کی اسلامی نظریاتی حیثیت ختم ہو جائے گی اور پاکستان ایک سیکولر ریاست کی حیثیت اختیار کر جائے گا' اس لئے اس بارے میں بھی انتہائی تدبر' احتیاط اور بیدار مغزی سے مجوزہ آئینی ترمیمات کا جائزہ لینے کی ضرورت ہے۔

آئین کے تضادات :۔ کہا جاتا ہے کہ آئین میں تضادات ہیں جنہیں دور کرنے کی ضرورت ہے' یہ بات درست ہے کیونکہ آئین میں خدا تعالیٰ کی حاکمیت اور قرآن و سنت کی بالادستی کو تسلیم کئے جانے کے باوجود ایسے تحفظات موجود ہیں جو انگریزی دور کی منحوس یادگار نوآبادیاتی نظام کو باقی رکھے ہوئے ہے۔ اور اس نظام کا تسلسل ہماری قومی زندگی کو ابتری اور انتشار کا شکار بنائے ہوئے ہے۔ اس لئے دستور کے حوالہ سے اصل ضرورت اس امر کی ہے کہ نوآبادیاتی نظام کو پناہ دینے والے دستوری تحفظات کی نشاندہی کر کے ان سے نجات حاصل کی جائے تاکہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کو ایک صحیح عملی اسلامی ریاست کی شکل دی جا سکے اور مملکت خداداد میں ایک فلاحی اور اسلامی معاشرہ کا قیام ممکن ہو۔

امید ہے کہ آپ ان گزارشات کو سنجیدہ توجہ سے نوازیں گے۔

بے حد شکریہ! (مولانا) زاہد الراشدی' چیئرمین ورلڈ اسلامک فورم

جناب اجمل خٹک ـــ قادیانیوں کی وکالت کیوں؟

اجمل خٹک اگر آئین وقانون کی بالادستی پر یقین رکھتے ہیں تو انہیں قادیانیوں کی آئینی حیثیت تسلیم کرنا ہوگی

نیشنل عوامی پارٹی کے صدر جناب اجمل خٹک نے لاہور میں ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے مطالبہ کیا ہے کہ ۱۹۷۳ء کے آئین کو اس کی اصل شکل میں بحال کیا جائے۔ انہوں نے کہا کہ ان کی پارٹی ۱۹۷۳ء کے آئین سے تمام ترمیموں بشمول آٹھویں ترمیم اور قادیانیوں کے خلاف ترمیم کا خاتمہ چاہتی ہے۔

جناب اجمل خٹک کی ذات محتاج تعارف نہیں۔ موصوف نیشنل عوامی پارٹی کے صدر ہیں اور خان عبدالولی خان کے معتمد خاص سمجھے جاتے ہیں۔ اجمل خٹک صاحب اور ان کی جماعت سیاسی راز و نیاز کی دنیا میں آج کل مسلم لیگ نواز شریف کی حلیف ہے۔ یہ بات اگرچہ باعث حیرت نہیں کیونکہ ملکی سیاست کے مدو جزر میں ایسا کبھی کچھ ہوتا رہتا ہے۔ جناب اجمل خٹک کی جانب سے ۱۹۷۳ء کے آئین میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیے جانے والی ترمیم کے خاتمہ کا مطالبہ ہمارے لئے کئی لحاظ سے باعث افسوس ہے۔ اگر کوئی ملحد یا لادین سیاسی راہنما یہ مطالبہ کرتا تو شاید ہمیں اس قدر تکلیف نہ ہوتی۔ قومی سیاسیات میں متنازعہ فیہ ہونے کی بنا پر جناب اجمل خٹک کی حب الوطنی پر تو شبہ کیا جاسکتا ہے لیکن ان کے مسلمان ہونے پر شک نہیں کیا جاسکتا۔ صوبہ سرحد کے لوگ دینی غیرت کے معاملے میں بہت مشہور ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جناب اجمل خٹک کے بیان پر دینی حلقوں میں تشویش اور اضطراب کا اظہار کیا جارہا ہے اور ان کی ذات کو ہدف تنقید بنایا جارہا ہے۔

ہمارے دل میں جناب اجمل خٹک کا احترام ہے۔ ان کا تعلق اس جماعت اور گروہ سے ہے۔ جنہوں نے ماضی میں آزادی کے لئے انگریزی سامراج سے ٹکر لی۔ تحریک آزادی کی جدوجہد میں ان کی خدمات اور قربانیوں کو یقیناً فراموش نہیں کیا جائے گا۔ کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ جو نیشنلسٹ مسلمان راہنما کل تک برطانوی سامراج کے خلاف سرگرم عمل رہا' وہ آج اسی سامراج کے پیدا کردہ فتنہ کی وکالت اور ترجمانی کررہا ہے۔ ایک اچھے مسلمان کہلوانے کے ناطے جناب اجمل خٹک کی جانب سے قادیانیوں کے تحفظ میں آواز بلند کرنے کی مثال بالکل اسی طرح ہے۔ جس طرح کوئی صالح مسلمان تسبیح پھیرتے ہوئے سود کی رقم پر نفع وصول کررہا ہو۔ جناب اجمل خٹک عمر کے اس حصے میں ہیں' جہاں ایک مسلمان کا عقیدہ و ایمان انتہائی پختہ ہوجاتا ہے۔ لیکن موصوف نے قادیانیوں کی آئینی ترمیم ختم کرنے اور ان کی سابقہ حیثیت بحال کرنے کا مطالبہ کرکے اس بات کا ثبوت بہم پہنچایا ہے کہ ان کے اعصاب کی طرح ان کا ایمان اور عقیدہ بھی کمزور ہوگیا ہے۔

جناب اجمل خٹک بخوبی جانتے ہیں کہ قادیانیوں کو پورے عالم اسلام میں دائرۂ اسلام سے خارج قرار دیا جاچکا ہے۔ خٹک صاحب کو یقینی طور پر علم ہوگا کہ جس ملک میں وہ حج کے لئے تشریف لے گئے تھے' اس ملک نے سب سے پہلے ان کا داخلہ اس بنا پر ممنوع قرار دیا تھا کہ وہ الگ امت ہیں

> **تحریر:۔ صاحبزادہ طارق محمود' مرکزی سیکریٹری اطلاعات' عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان**

اور ان کا امت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی تعلق نہیں۔ جناب اجمل خٹک کو یہ بھی یاد ہوگا کہ ۱۹۷۳ء کی قومی اسمبلی نے قادیانیوں کو متفقہ طور پر غیر مسلم اقلیت قرار دیا تھا۔ اس وقت قومی اسمبلی میں ان کے قائد خان عبدالولی خان بھی موجود تھے اور انہوں نے بھی باقی ممبران کی طرح اس آئینی ترمیم کے حق میں ووٹ دیا تھا' جسے آج منسوخ کروانے کے لئے اجمل خٹک صاحب مطالبہ کررہے ہیں۔ ہم زیادہ طویل بحث میں نہیں پڑنا چاہتے۔ ہم اجمل خٹک کی خدمت میں چند معروضات پیش کرنا چاہتے ہیں' کیا وہ ان پر غور فرمائیں گے اور جواب دینے کی زحمت گوارا کریں گے؟

۱۔ اگر اجمل خٹک صاحب صحیح العقیدہ مسلمان ہیں تو اپنے دین کی اساس عقیدۂ ختم نبوت پر ایمان رکھتے ہوئے مرزا غلام احمد قادیانی کے پیروکاروں کو غیر مسلم سمجھنا چاہئے۔ علاوہ ازیں خان صاحب کو اسلامی برادری کی رائے کا احترام کرنا چاہئے۔ آج دنیا کے بیشتر اسلامی ممالک میں قادیانیوں کو ان کے ناپاک عقائد کی بنا پر غیر مسلم قرار دیا جاچکا ہے۔ عالم اسلام کے مقتدر دینی و مذہبی راہنماؤں' علمائے کرام' مفتیان کرام اور مشائخ عظام کا متفقہ فیصلہ ہے کہ قادیانی دائرۂ اسلام سے خارج ہیں۔

۲۔ اگر اجمل خٹک صاحب سچے پاکستانی ہیں تو بھی انہیں یہ فیصلہ تسلیم کرلینا چاہئے کہ پاکستان ایک نظریاتی مملکت ہے' جس میں جعلی نبوت کا اجراء اور اس کا پرچار مملکت خداداد کے بنیادی نظریہ کی توہین کے مترادف ہے۔ کسی بھی نظریاتی ریاست میں اس کے نظریہ سے متصادم عقائد و نظریات کو قطعی طور پر برداشت نہیں کیا جاسکتا۔

۳۔ اگر اجمل خٹک صاحب سیاسی راہنما ہیں تو بھی انہیں یہ فیصلہ تسلیم کرنا چاہئے' کیونکہ قادیانی مسئلہ محض ملاؤں کا مسئلہ نہیں تھا اور نہ ہی علمائے دین نے انہیں غیر مسلم اقلیت قرار دیا تھا۔ بلکہ یہ فیصلہ عوام کے منتخب نمائندوں نے کیا تھا اور لطف کی بات یہ ہے کہ جس ایوان میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا' اس کے بارے میں یہ کہا جاتا ہے کہ اس کی اکثریت دین سے بے بہرہ افراد کی تھی۔ ۱۹۷۳ء کی قومی اسمبلی میں اگر ذوالفقار علی بھٹو مرحوم' عبدالولی خان اور بزنجو اس تاریخ ساز فیصلہ پر دستخط کرکے اسے تسلیم کرسکتے ہیں تو بیس برس بعد اجمل خٹک صاحب کو اس فیصلہ سے کیا تکلیف پہنچتی ہے۔

۴۔ اگر اجمل خٹک صاحب ملک میں آئین و قانون کی بالادستی چاہتے ہیں تو بھی انہیں قادیانیوں کی آئینی ترمیم کی مخالفت نہیں کرنی چاہئے۔ ملک کی ہر چھوٹی بڑی عدالت کے علاوہ وفاقی شرعی عدالت اور ہائی کورٹ نے بھی اس فیصلہ کی تائید کی ہے۔ حال ہی میں سپریم کورٹ نے بھی قادیانیوں کے کفر پر مہر تصدیق ثبت کردی ہے۔

محترم اجمل خٹک صاحب ۱۹۷۳ء کے آئین کو اس کی حقیقی روح اور اصل شکل میں بحال دیکھنا چاہتے ہیں تو ان کی ذاتی خواہش ہے۔ آئین میں ترامیم کرنا پارلیمنٹ کا جمہوری اور دستوری حق ہے۔ بھٹو صاحب کے دور میں بلاشبہ آئین میں ترامیم کا لامتناہی سلسلہ جاری رہا۔ چونکہ اس دور میں بھٹو صاحب کی اکثریت تھی۔ سابق صدر جنرل محمد ضیاء الحق کے دور میں بھی آئین میں بعض ترامیم کی گئیں' خاص طور

باقی ص ۲۳ پر

ملتان میں

پندرہ روزہ سالانہ رد قادیانیت کورس

۱۶ر شعبان تا ۳۰ر شعبان ۱۴۱۴ھ بمطابق ۲۹ر جنوری تا ۱۲ر فروری ۱۹۹۴ء

- عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دار المبلغین کے زیر اہتمام سالانہ رد قادیانیت کورس پندرہ روزہ حسب سابق بڑے اہتمام سے منعقد ہو رہا ہے۔
- فارغ التحصیل علماء کرام، دینی مدارس کے طلباء، اسکولز و کالجز کے طلباء کے لئے نادر موقع۔
- کورس پڑھانے کے لئے ملک عزیز کے نامور علماء، مناظرین اسلام، اسکالرز حضرات کی خدمات حاصل کی گئی ہیں۔
- کورس کے شرکاء کو رہائش، خوراک، مجلس کی کتب کاسیٹ اور ڈیڑھ صد روپیہ وظیفہ دیا جائے گا (البتہ موسم کے مطابق بستر ہمراہ لائیں)
- قادیانیت کی تبلیغی سرگرمیوں اور بڑھتی ہوئی شر انگیزیوں روکنے کے لئے اس کورس میں شرکت ضروری ہے۔
- سادہ کاغذ پر اپنے دستخطوں سے آج ہی داخلہ کے لئے درخواست بھجوائیں۔

شائع کردہ :- شعبہ نشر و اشاعت

دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان پاکستان۔

فون : ۴۰۹۷۸

پندرہ روزہ سالانہ رد قادیانیت تربیتی اجتماع ملتان

ماہیت وافادیت‘ ضرورت و ذمہ داری

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا قیام ۱۹۴۹ء میں ہوا۔ ۱۹۵۴ء میں اس کا احیاء ثانی اور باقاعدہ انتخاب ہوا۔ اس زمانہ میں جہاں حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری‘ خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادی‘ متکلم اسلام مولانا محمد علی جالندھری‘ مقرر شعلہ نوا مولانا عبدالرحمن میانوی‘ مقرر شیریں بیان مولانا محمد شریف بہاولپوری ایسے خطیب حضرات پر یہ کاروان مشتمل تھا۔ وہاں مناظر اسلام مولانا لال حسین اختر‘ فاتح قادیان مولانا محمد حیات ایسے مناظرین بھی اس قافلہ میں شریک تھے۔

تب اس زمانہ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام ایک شعبہ مرکزی دارالمبلغین کا قائم کیا گیا۔ دارالمبلغین نے مبلغین دین و مناظرین اسلام کی ایک کھیپ تیار کی۔ جو اندرون و بیرون ملک عیسائیت و قادیانیت کے خلاف میدان مناظرہ کے شہسوار ثابت ہوئے۔ اس وقت ان مناظرین کی جو مرکز میں دارالمبلغین ختم نبوت سے تیار ہوئے ان کی فہرست پیش کرنا مطلوب نہیں۔ اس کا صرف ایک خاکہ پیش کرنا مقصود ہے۔ اس وقت عالمی مجلس کے جتنے مبلغین و مناظرین ہیں وہ سب اسی مرکزی دارالمبلغین کے فیض و تربیت یافتہ ہیں۔ مناظر اسلام مولانا عبدالرحیم اشعر‘ مولانا خدا بخش شجاع آبادی‘ مولانا جمال اللہ الحسینی‘ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی‘ مولانا بشیر احمد صاحب سکھروی تو اس وقت عالمی مجلس کے شعبہ تبلیغ میں خدمات انجام دے رہے ہیں۔ دیگر حضرات ہرچند کہ وہ عالمی مجلس کے شعبہ تبلیغ سے وابستہ نہیں ہیں۔ دوسری جماعتوں یا اداروں میں کام کرتے ہیں مگر وہ اسی دارالمبلغین کے فیض یافتہ ہیں۔

جمعیت علماء اسلام میں مولانا محمد لقمان علی پوری‘ مولانا منظور احمد چنیوٹی‘ مولانا غلام مصطفیٰ بہاولپوری‘ مولانا غلام محمد‘ تنظیم اہلسنت میں مولانا قائم الدین مرحوم‘ مولانا قاضی عبداللطیف اختر‘ جمعیت علماء پاکستان میں مولانا صاحبزادہ فیض الحسن تنویر فقیر والی مرحوم‘ مولانا محمد یوسف چشتی لائل پوری‘ جمعیت اہل حدیث میں مولانا جمیل احمد‘ مجلس علماء اہل سنت کے نائب صدر مولانا سید منظور احمد شاہ حجازی یہ حضرات اس دارالمبلغین ختم نبوت کے تربیت یافتہ ہیں۔

اس زمانہ میں مناظر اسلام مولانا لال حسین اختر اور مولانا محمد حیات فاتح قادیان دارالمبلغین کے استاذ تھے۔ شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری کے دورۂ تفسیر لاہور‘ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی کا دورۂ تفسیر خان پور‘ شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان کے دورۂ تفسیر راولپنڈی میں ہر سال مناظر اسلام مولانا لال حسین اختر‘ فاتح قادیان محمد حیات صاحب‘ ان دورۂ تفسیر کے طلباء کو رد قادیانیت و رد عیسائیت پر تربیت دیتے تھے۔ یوں ہر سال ہزارہا علماء کرام کی ایک جماعت کفر کی آنکھوں میں آنکھیں ملا کر مناظرہ کی صلاحیت سے بہرہ ور ہو جاتی تھی۔

اس کے علاوہ ہر سال عالمی مجلس کے زیر اہتمام مختلف عالمی مجلس کے مقامی دفاتر میں سہ روزہ‘ دس روزہ‘ مہینہ بھر کی تربیتی علاقائی کلاسیں بھی لگتی تھیں‘ جس میں علاقہ کے علماء و فضلاء تربیت حاصل کرتے تھے۔ بیرونی ممالک میں مثلاً ہندوستان میں مولانا محمد یوسف امروہوی‘ مولانا محمد عمر‘ جزائر فجی آئی لینڈ میں مولانا عبدالمجید‘ انگلستان میں مولانا سید محمد طارق‘ عرب امارات میں مولانا محمد ہارون‘ بنگلہ دیش‘ امریکہ‘ افریقہ میں بھی عالمی مجلس کے مرکز میں دارالمبلغین کے فضلاء دین اسلام کی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ خود عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت انگلستان کے مناظرین و مبلغین مولانا منظور احمد الحسینی‘ الحاج عبدالرحمن یعقوب باوا بھی اسی دارالمبلغین کے فیض نظر سے مستفیض ہوئے۔ جامعۃ الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی کے شعبہ افتاء میں مولانا مفتی محمد سعید الرحمن اور اسی طرح پورے ملک میں ہزارہا علماء و مدرسین نے مرکزی دارالمبلغین کے چشمہ فیض سے اکتساب کیا۔ سالہاسال تک حضرت مولانا عبدالرحیم اشعر دامت برکاتہم جامعۃ العلوم الاسلامیہ کراچی میں سالانہ کلاس پڑھاتے رہے۔ بلا مبالغہ اس وقت پوری دنیا میں رد قادیانیت کے میدان میں کام کرنے والے تمام علماء و فضلاء بالواسطہ یا بلاواسطہ اس دارالمبلغین کے نظر کرم کے شناور ہیں (سوائے ایک دو سال کے عارضی انقطاع کے) ہر سال ملتان دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ (بکر منڈی) میں سالانہ رد قادیانیت کورس کرایا جاتا ہے‘ جس میں عالمی مجلس کے نائب امیر اول محقق و مفکر اسلام مولانا محمد یوسف لدھیانوی‘ مولانا عبدالرحیم اشعر‘ مولانا محمد امین اوکاڑوی‘ مولانا بشیر احمد الحسینی‘ مولانا عبداللطیف مسعود‘ الحاج اشتیاق احمد‘ شیخ الحدیث حضرت مولانا فیض احمد صاحب ملتان والے اسباق پڑھاتے ہیں۔ اس سال عالمی مجلس کے مبلغین حضرات میں ایک فیصلہ کے مطابق دینی مدارس میں یک روزہ تربیتی اجتماعات کا اہتمام کیا گیا۔ بیسیوں دینی مدارس میں شریک علماء و طلباء نے ان سے خاطر خواہ فائدہ حاصل کیا۔ اسی طرح کے تربیتی اجتماعات کا بنگلہ دیش و انگلستان میں بھی اہتمام کیا گیا تھا۔ بنگلہ دیش کے ان تربیتی اجتماعات میں حضرت اقدس خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم امیر مرکزیہ نے بھی شرکت سے حاضرین کو ممنون احسان فرمایا۔ اس ساری تفصیل کے ضمن میں یہ باور کرانا مقصود تھا کہ قادیانیت کے خلاف اور تحفظ عقیدۂ ختم نبوت کے مقدس مشن میں حصہ ڈالنے کے خواہش مند اہل علم حضرات کے لئے ضروری ہے کہ وہ سالانہ رد قادیانیت کورس کی غیر معمولی اہمیت کی طرف توجہ مبذول فرمائیں۔

امسال یہ رد قادیانیت کورس حسب سابق مرکزی دفتر ملتان میں ۱۹ر شعبان سے ۳۰ر شعبان تک منعقد ہو رہا ہے۔ مناظرین اسلام‘ اسکالرز حضرات کلاسیں پڑھائیں گے۔ فضلاء مدارس عربیہ و منتہیان کرام‘ اسکولز‘ کالجز‘ یونیورسٹیز کے طلباء کو شمولیت کی دعوت دی جاتی ہے۔ دینی مدارس کے شیوخ حدیث حضرات اپنے منتخب شاگردوں کو اس طرف توجہ دلائیں۔ رہائش‘ خوراک‘ کتب تعلیم‘ مناظرہ اور ڈیڑھ صد روپیہ وظیفہ شریک کورس کو دیا جائے گا (البتہ موسم کے مطابق بستر ہمراہ لائیں) اس پندرہ روزہ سالانہ کورس کی اہمیت و افادیت اظہر من الشمس ہے۔ جماعت کے تمام رفقاء اسے کامیاب بنانے کے لئے محنت فرمائیں۔ حق تعالیٰ شانہ توفیق مرحمت فرمائیں۔ آمین بحرمت النبی الامی الکریم۔

تحریر:۔ کلیم اللہ ملک

تحاریک ختم نبوۃ میں

مولانا محمد رمضان میانوالی کا تاریخ ساز کردار

منکرین ختم نبوت کے خلاف ابھرنے والی شخصیتیں ۱۴سو سالہ تاریخ میں درخشندہ ستاروں کی طرح چمک رہی ہیں

رسالتمآب ؐ کے علاوہ جتنے انبیاء مبعوث ہوئے' ان تمام کی نبوتیں ایک خاص علاقہ یا خاص قوم کے لئے تھیں۔ وہ اپنی اپنی اقوام یا بستیوں کے لئے سراپا رحمت تھے۔ وہ خیر کا حکم دیتے اور بدی سے روکتے تھے لیکن آپؐ کو نہ صرف شاہد مبشر و نذیر بنا کر بھیجا گیا بلکہ رحمت للعالمین بنا کر بھیجا گیا۔ جن کی بشارت حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے بعد آنے والے ایک ہی نبی "اسمہ احمد" کی اپنی قوم کو دی تھی۔ کیونکہ حضرت عیسیٰؑ کے بعد ایک ہی نبی کا ظہور ہونا تھا اور انسانیت کے لئے خلافت کے اصول قواعد و ضوابط کی تکمیل کردی گئی تھی' اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام عالموں کے لئے رحمت بنا کر نبوت کا راستہ بند کروایا گیا۔ دین کی تکمیل اور رحمت للعالمین کے لقب کو باہم جوڑ کر دیکھا جائے تو کسی باشعور فرد کے لئے نبوت کی نقب زنی کا راستہ کھولنا ممکن نہیں۔ نبوت کی ضرورت دین کی تکمیل سے ختم کرتے ہوئے وراثت کا راستہ محمدؐ کی اولاد نرینہ کو باقی نہ رکھ کر ہمیشہ کے لئے بند کردیا گیا۔ سورۃ الاحزاب آیت ۴۰ میں ارشاد ہوتا ہے۔ "محمدؐ تمہارے مردوں میں سے کسی کے والد نہیں ہیں بلکہ خدا کے پیغمبر اور نبیوں (کی نبوت) کی مہر (یعنی اس کو ختم کرنے والے ہیں) اور خدا ہر چیز سے واقف ہے۔" اس آیت کی تشریح میں مصدقہ احادیث کی بھرپور تائید بھی ہے۔ ایک نکتہ جس کی وضاحت حضرت مولانا امین احسن اصلاحی نے سورۃ الاحزاب کی تفسیر میں نبی اور رسول کے درمیان نسبت کے باب میں کی ہے' اس سے نبوت پر ڈاکہ کے تمام امکانات ختم ہوجاتے ہیں۔ انہوں نے لکھا کہ "نبی اور رسول کے درمیان نسبت عام اور خاص کی ہے۔ ہر رسول نبی لازماً ہوتا ہے لیکن ہر نبی کا رسول ہونا لازمی نہیں۔ اس وجہ سے اگر حضورؐ خاتم الانبیاء ہیں تو "خاتم الرسل" بدرجہ اولیٰ ہوئے۔ بعض گمراہ مذاہب نے یہ شوشہ جو نکالا ہے کہ قرآن میں نبیؐ کو خاتم الانبیاء بتایا گیا ہے۔ خاتم الرسل نہیں کہا گیا ہے' اس وجہ سے سلسلہ رسالت کے اجراء کی نفی نہیں ہوئی' یہ محض ان کی جہالت ہے۔"

علمی تشریحات' احکامات قرآنی اور احادیث نبویؐ نے ہمیشہ علماء و اہل علم و دانش کو ناموس مصطفیٰؐ کی حفاظت کے لئے کمربستہ رکھا۔ جہاں انہوں نے ۱۴سو سال میں مختلف محاذوں پر ہر لحاظ سے نبرد آزما ہو کر شان مصطفوی کی حفاظت کی۔ وہاں تعجب خیز بات یہ ہے کہ ایک سیدھا سادہ مسلمان جو ان پیچیدگیوں سے واقف نہ تھا اور اس کی ذہنی و علمی وسعت اتنی نہ تھی' اس نے بھی ۱۴سو سال میں عزت و ناموس مصطفیٰؐ پر حملہ آوروں کو نہ صرف مار بھگایا بلکہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ان کا صفایا کردیا۔ شاتمان رسولؐ اور جھوٹے مدعیان نبوت کے حصہ میں ہمیشہ ذلت و خواری آئی۔ عاشقان مصطفیٰؐ نے ان کا جینا حرام کردیا۔ گنہگار سے گنہگار مسلمان بھی ایسی تحریک کا ہمیشہ ہراول دستہ ثابت ہوا۔ اس نے اپنی بدعملی کو عشق مصطفیٰؐ کی چاشنی سے بدل دیا۔

محمد مصطفیٰؐ کی عزت و ناموس کی خاطر
مسلمان جان دینے پر بھی ہیں ہر دم کمربستہ
ہمارے دل نہ کیوں ہوں گنبد خضرا سے پیوستہ
مسلمانوں کا اطمینان ہے اس در سے وابستہ

۱۴سو سال میں تاریخ اسلامی میں ہر تحریک کا اپنا انداز ہے اور تحریکیں کئی شخصیتوں کو جنم دیتی رہی ہیں لیکن منکرین ختم نبوت کے خلاف ابھرنے والی شخصیتیں ایسی امر ہوئیں کہ ۱۴سو سالہ تاریخ میں درخشندہ ستاروں کی طرح چمک رہی ہیں۔ بعض مقامات پر تو ایک ایک فرد شاتمان رسول کے سامنے ایسی پختہ دیوار ثابت ہوا کہ پھر مدتوں کسی کو رسولؐ کی شان مبارک کو تضحیک کا نشانہ بنانے کا حوصلہ نہیں ہوا۔ اغیار کی سازشوں اور دشمنان اسلام کی سازشوں سے مسلمانوں کے دلوں سے روح محمدؐ نکالنے کے لئے کئی حربے اختیار کئے گئے۔ سب سے کڑا زخم انگریزوں نے مرزا غلام احمد سے نبوت کا دعویٰ کرا کے جسد نبوت پر لگانے کی کوشش کی لیکن غیور مسلمانوں نے اس کے خلاف ہمیشہ مستعد رہنے کا ثبوت فراہم کیا۔ علمی محاذ پر اس کا مقابلہ کرنے والے بھی قابل ستائش ہیں۔ اس کے خلاف ایک بھرپور تحریک ۱۹۵۳ء میں شروع ہوئی جو اگرچہ تتر بتر ہوگئی لیکن اس نے قادیانیت کی بنیادیں ہلا ڈالیں۔ پورے پاکستان میں اس تحریک میں مسلمانوں نے بھرپور حصہ لیا لیکن پنجاب اور پھر میانوالی میں عاشقان مصطفیٰؐ کا انداز نرالا تھا۔ اس کی وجہ مولانا گل شیر شہیدؒ' مولانا عبدالرحمن میانوی مرحوم' حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ' حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ' حضرت مولانا لال حسین اخترؒ' مولانا حبیب الرحمن لدھیانویؒ و دیگر علمائے عظام کی محنتیں اور پر اثر تقاریر تھیں' جنہوں نے مسلمانان ضلع میانوالی کے خون کے ذرہ ذرہ میں عشق رسولؐ بیدار کردیا تھا۔ میانوالی میں جذبہ جہاد اور جذبہ حریت سے لبریز ان علماء کی خدمت کا شرف جناب صوفی شیر محمد کو حاصل رہا۔ ان کی مسجد اور مدرسہ تبلیغ الاسلام ایسی سرگرمیوں کی آماجگاہ رہا۔ اس مدرسہ کے مہتمم حضرت مولانا محمد رمضانؒ تھے' جو صوفی محترم کے بھتیجے تھے۔ اگرچہ تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء میانوالی میں ضلع بھر کے مجاہدین ختم نبوت نے بھرپور حصہ لیا لیکن قدرتی طور پر اس تحریک کا محوری پوائنٹ مولانا محمد رمضان رہے۔ انہوں نے تحریک کے رگ و پے میں عشق مصطفیٰؐ کی ایسی سرمستی داخل کردی کہ اس کے جذب و جوش میں آئے روز اضافہ ہوتا گیا۔ انہوں نے دیوانہ وار کشتیاں جلا کر تحریک کو ایک نئی زندگی دی۔ مولانا محمد رمضان کے اردگرد بزرگوں' نوجوانوں سبھی عمر کے مسلمان توقیر مصطفیٰؐ پر جان دینے کے عزم کے ساتھ جمع

رہتے۔ جو لحہ لحہ زبان حال سے خاتم النبیینؐ کے حضور نعت سرا رہتے۔ ان کا دل' قول و فعل عشق مصطفیٰؐ کے رنگ میں رنگا ہوا تھا۔

تم فخر رسولاں ہو' شہہ کون و مکاں ہو
تم حاصل کل' باعث تخلیق جہاں ہو
تم سارے زمانے کے لئے سایہ رحمت
تم درس اخوت ہو محبت کا بیاں ہو
ہو نام محمدؐ لب کیفی پہ الٰہی!
جب طائر جاں گلشن ہستی سے رواں ہو

میانوالی تحریک ختم نبوت کا ایک مرکز بن گیا تھا۔ لاہور کے بعد تحریک سب سے زیادہ یہاں دیکھنے میں آئی تھی۔ اس کی وجوہات میں ایک وجہ یہ تھی کہ مرزا غلام احمد قادیانی کا پوتا ایم ایم احمد میانوالی کا ڈپٹی کمشنر تھا اور وہ زمانہ ڈپٹی کمشنر کے عہدے کے رعب کا زمانہ تھا کہ انگریز نے اپنی ساری قوت کا محور اسے بنا دیا تھا اور آزادی کے بعد بھی انگریز کی اولاد قابض تھی۔ ایم ایم احمد الاٹمنٹوں و دیگر دنیاوی کاموں کے لالچ دے کر مسلمانوں کو مرزائی بنانے کے لئے بھرپور کام کر رہا تھا۔ میانوالی میں جلسے' جلوس' قراردادوں کے ذریعے پرزور احتجاج جاری تھا کہ مجلس عمل پاکستان نے ہدایت کی کہ ۲۰ جون ۱۹۵۲ء جمعۃ الوداع کو یوم احتجاج منایا جائے اور کراچی جہانگیر پارک کے جلسہ میں مرزائی وزیر خارجہ سر ظفر اللہ کی تقریر پر احتجاجی قراردادیں منظور کرائی جائیں۔ مجلس عمل ضلع میانوالی کے سربراہ مولانا محمد رمضان تھے۔ انہوں نے جب پروگرام ترتیب دیا تو ڈپٹی کمشنر نے تقاریر اور قراردادوں کو پیش کرنے پر پابندی لگا دی کہ ختم نبوت اور رد مرزائیت پر کوئی تقریر نہیں ہو سکے گی۔ جس پر ایک خوف سا طاری ہو گیا۔ لیکن مولانا محمد رمضان اور مولانا علی محمد (والد فضل الرحمن) خطیب مسجد قصاباں واڈھی گھنڈ والی نے حکومت کی مرزائیت نوازی کی مذمت کرتے ہوئے اور قراردادیں منظور کرا کے اس ناجائز حکم اور خوف کی دھجیاں اڑا کر رکھ دیں۔ ۲۱ جون کو میلہ گراؤنڈ کے مجوزہ جلسہ سے ایک دن قبل مولانا محمد رمضان گرفتار کر لئے گئے۔ لیکن دوسرے روز جلسہ ہوا اور ان کی کمی مولانا علی محمد مظاہری اور مولانا علی محمد صاحبان نے پوری کی۔ دونوں گرفتار ہوئے' ان گرفتاریوں سے اشتعال پیدا ہوا۔ میانوالی میں سرفروشان مصطفیٰؐ کی کمی نہیں تھی لیکن اس تحریک میں بزرگوں نے بھی مولانا محمد رمضان کو مرکز و محور بنایا۔ ۷ جولائی کو مجلس تحفظ ختم نبوت کے عہدیداروں کا از سر نو چناؤ کیا گیا تو میاں اصغر علی صدر' صوفی محمد ایاز خان نائب صدر' مولانا محمد رمضان ناظم اعلیٰ' مولانا محمد عبداللہ ناظم اور مولانا علی محمد خطیب مسجد قصاباں خازن منتخب ہوئے۔ مجلس عاملہ کی نئی تشکیل کے ساتھ نیا نظم و ضبط پیدا کیا گیا۔ مولانا محمد رمضانؒ نے ایک متحرک' فعال اور جانفروش عاشق مصطفیٰؐ کی حیثیت سے تحریک ختم نبوت کو منظم کیا۔ وہ ایسے شخص تھے' جن کے ضمیر و ذہن کو سیراب کر گئی آبجوئے رسولؐ جب ان کے لبوں سے گزرتی تو انہیں عجیب لطف و سرور حاصل ہوتا۔ جن لوگوں نے انہیں تحریک ختم نبوت میں سرگرداں دیکھا ہے' وہ اس وقت بھی محسوس کرتے تھے اور آج بھی اس کا ذکر کرتے ہیں کہ یوں محسوس ہوتا جیسے روئے رسولؐ ان کی نگاہوں نے حفظ کر رکھا ہو۔ سراپائے مصطفیٰؐ اور خد و خال خاتم النبیینؐ ان کے سامنے ہوں۔ جیسے وہ روبروئے رسولؐ ہوں۔ عمر بھر کے سجدوں کو غسل کروانے کے لئے قطرۂ وضوئے رسولؐ کے طلبگار ہوں۔ وہ قرآن سے گفتگوئے رسولؐ جیسے سن رہے ہوں کہ اٹھو اور جھوٹے مدعیان نبوت کے خلاف اس طرح اٹھو جس طرح ابوبکر صدیقؓ اٹھا تھا۔ جس نے ننھی اسلامی ریاست کی حفاظت چھوڑ کر نبوت کا دعویٰ کرنے والوں کی عملی سرکوبی کی تھی۔ جس نے اپنی قوت' مصطفیٰؐ کی عزت و ناموس کی حفاظت میں جھونک دی تھی۔

چلے نہ ایمان اک قدم بھی اگر ترا ہمسفر نہ ٹھہرے
ترا حوالہ دیا نہ جائے تو زندگی معتبر نہ ٹھہرے
تجھے میں چاہوں اور اتنا چاہوں کہ سب کہیں تیرا نقش پا ہوں
ترے نشان قدم کے آگے کوئی حسیں رہگذر نہ ٹھہرے
یہ میرے آنسو خراج میرا' مرا تڑپنا علاج میرا
مرض مرا اس مقام پہ ہے' جہاں کوئی چارہ گر نہ ٹھہرے

تحریکوں میں ہمیشہ چند افراد اس کو منظم و مربوط طریقے سے چلانے والے ہوتے ہیں اور مولانا محمد رمضانؒ ان کے سرخیل تھے۔ انہوں نے جیل سے بھی تحریک کے لئے ہدایات جاری رکھیں۔ وہ درجنوں مرتبہ گرفتار ہوئے لیکن تحریک ختم نبوت میں اپنی گرفتاری کو جس طرح حضرت مزے لے لے کر بیان کرتے' اس سے یوں محسوس ہوتا جیسے وہ اس خواہش کا اظہار کر رہے ہوں کہ کاش میں ناموس مصطفیٰؐ کی حفاظت کرتے ہوئے گرفتار ہوں' پھر رہا کیا جاؤں' پھر گرفتار ہوں' اسی طرح سلسلہ جاری رہے اور میری عمر بیت جائے۔

تحریک ۲۲ جنوری ۱۹۵۳ء کو ایک اہم موڑ پر پہنچی' جب مرکزی مجلس عمل نے وزیراعظم کو الٹی میٹم دیا کہ ایک مہینہ میں مطالبات تسلیم نہ کئے گئے تو راست اقدام کیا جائے گا۔ ۲۲ فروری کو الٹی میٹم کی میعاد پوری ہونے پر میانوالی میں تحریک کو ایک نئی جلا ملی۔ ۲۸ فروری کو مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع میانوالی کے اجلاس میں راست اقدام کمیٹی بنائی گئی۔ میاں اصغر علی' پیر شاہ عالم' مولانا محمد رمضان' مولانا گلزار احمد مظاہری' صوفی محمد ایاز خان اور ایک شیعہ راہنما کو اس کمیٹی کا ممبر رکھا گیا۔ جلسوں و جلوسوں کے بعد ۵ مارچ کو ہماری راست اقدام کمیٹی کی اپیل پر رضاکاروں نے گرفتاریاں دینی شروع کیں۔ تحریک کا مرکز موتی مسجد تھی اور مولانا محمد رمضان ہر جلوس میں اکثر چوکوں پر خطاب فرماتے۔ لاوہ کی ایک تقریر پر مولانا محمد رمضان کے وارنٹ گرفتاری آئے تو ۳۰ مارچ کو مولانا گرفتاری دینے کے لئے جلوس میں جا رہے تھے کہ میاں اصغر علی اور پیر شاہ عالم نے بھی اچانک ان کے ساتھ گرفتاری دینے کا فیصلہ کیا۔ مولانا محمد رمضان کی تقاریر نے جو آگ لگائی اور عشق مصطفیٰؐ کی شمع کو جو لو بخشی اس سے انتظامیہ کے لئے رضاکاروں کو گرفتار کرنا ممکن نہ رہا کہ جیل میں ان کے لئے گنجائش ختم ہو گئی۔ مولانا محمد رمضانؒ تحریک کے دنوں میں ایسے عظیم جہاد کے ولولوں سے لبریز تھے کہ جس نے نصرت حق پر ان کے اعتماد کو گہرا اور ان کے حوصلوں کو بلند کر دیا تھا۔ ضلع میانوالی سے سرفروشان شان مصطفویؐ جس عزم سخت کوش سے اٹھے' اس میں پیر و جواں کفن بدوش ہو گئے۔ میرے ضلع کی فضا میں جو پاکیزگی ان دنوں میں دیکھنے میں نظر آئی' اس کا اندازہ پھر کبھی نہ ہو سکا کہ بڑے بڑے جواری جوا خانوں کو چھوڑ کر سیدھے ختم نبوت کے لقب کی حفاظت کے لئے دین کے جانباز سپاہی اور مشعل حق کا نور بن کر زندانوں کو آباد کرتے رہے۔ انہوں نے ظلم کی طنابیں توڑنے کے لئے قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں اور رشک چراغ طور بن گئے۔

تحریک تحفظ ختم نبوت ۱۹۷۴ء میں وہ فضا اس لئے پیدا نہ ہو سکی کہ بھٹو حکومت نے اس تحریک پر ۱۹۵۳ء جیسا ظلم نہیں کیا۔ اس وقت بھی مسلمان تیار تھے کہ راقم تحریک تحفظ ختم نبوت ۱۹۷۴ء میں سیکرٹری جنرل مولانا محمد رمضانؒ کے ساتھ ان کا جوائنٹ سیکرٹری رہا۔ مولانا محمد رمضانؒ کے تجربات سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ۱۹۷۴ء میں ضلع بھر میں تحریک کو منظم کیا گیا۔ انہوں نے اپنی تقاریر میں جب خالق کے شاہکار' اور خلقت کے تاجدار کی شان بیان کی' انہوں نے فخر انبیاء کے الطاف شمار کئے۔ انہوں نے انگریز کی سازش سے جھوٹی مدعی نبوت کی چالبازیاں بیان کیں تو ضلع بھر کا ہر شخص ختم نبوت کی حفاظت کے لئے ہمارے ساتھ چلنے پر تیار ہو گیا۔ دونوں تحریکوں میں مولانا محمد رمضانؒ کو مرکزی حیثیت حاصل تھی۔ وہ ایک عزم' ایک محبت' ایک جہد' ایک عشق میں زندگی گزارتے۔ ان کے دل و دماغ پر غالب ختم نبوت" خاتم المرسلین کی شان تھی۔ وہ روضے کی سنہری جالیوں سے منسلک رہنے کے لئے ہمیشہ یہ تصور قلب پر غالب رکھتے۔

مشعل ختم نبوت کو بجھا سکتا ہے کون
پھونک مارو گے تو بڑھ جائے گی اس مشعل کی لو
آج بھی قصر نبی کے نقب زن موجود ہیں
مسلم خوابیدہ! از خواب گراں بیدار شو
اس خدا کا آخری سچا نبی بس ایک ہے
حشر تک جھوٹے نبی بیشک چلے آئیں گے سو
کس کی آمد سے زمانے کے اندھیرے چھٹ گئے
کس کے فیض عام سے بڑی یہاں پھوٹی ہے پو

اِصلاحِ مُعاشرہ تحریک اور علماء کرام کی ذمہ داریاں

جو انسان اپنے فرائض کو نظر انداز کرتا ہے وہ نہ دنیا میں باعزت ہے اور نہ ہی آخرت میں سرخرو ہے

کرۂ ارض پر احکام خداوندی کو نافذ کرنے کے لئے اللہ رب العزت نے بنی نوع انسان کی تخلیق فرمائی۔ اس ذمہ داری اور فرض منصبی سے مبرا اور عاری کسی انسان کی کوئی اہمیت نہیں رہ جاتی چہ جائیکہ وہ اشرف المخلوقات کہلانے کا مستحق ہو۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اگر اشرف المخلوقات بنایا تو ان کے واجبات و فرائض بھی دوسری مخلوقات کے مقابلہ میں نہایت صبر آزما اور اہم رکھے۔ اگر کسی طرح سے کسی وقت بھی ان فرائض سے غفلت برتی جائے گی تو یقیناً انسانیت ہی متاثر ہوگی۔ اللہ تعالیٰ نے بنی آدم کی عزت و کرامت کو اس انداز میں بیان فرمایا ہے۔

"اور ہم نے عزت دی ہے آدم کی اولاد کو اور سواری دی ان کو جنگل اور دریا میں اور روزی دی ہم نے ان کو ستھری چیزوں سے اور بڑھادیا ہم نے ان کو بہتوں سے جن کو پیدا کیا ہم نے بڑائی دے کر۔"

(بنی اسرائیل پ ۱۵ ع ۷)

اس کے باوجود اگر انسان اپنی زندگی میں اپنے فرائض و حدود کو نظر انداز کرتا ہے تو وہ نہ دنیا میں باعزت زندگی گزار سکتا ہے اور نہ ہی آخرت میں سرخروئی نصیب ہوسکتی ہے۔ اس سے آگے چلئے! مسلمانوں کو عام انسانوں سے وجہ امتیاز حاصل ہے۔ انسانیت پھر خیر امت لہٰذا اصولاً" ان کی ذمہ داریوں میں بھی اللہ تعالیٰ نے امتیاز رکھا۔ اور اسی ممتاز ذمہ داری کی بنیاد پر ہی انہیں خیر امت قرار دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

"تم ہو بہتر سب امتوں سے جو بھیجی گئی عالم میں حکم کرتے ہو اچھے کاموں کا اور منع کرتے ہو برے کاموں سے اور ایمان لاتے ہو اللہ پر۔"

(آل عمران پ ۴ ع ۲)

اللہ تعالیٰ نے آیت مذکورہ میں امت محمدیہؐ کو خیر امت کہنے کے ساتھ دو اہم ذمہ داریاں بھی اسے سونپیں جو دراصل وجہ عزو شرف اور خیر امت ہونے کی علت ہے۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر۔ اگر ان دونوں ذمہ داریوں میں سے اگر ایک سے بھی گریز کیا جائے گا تو پھر خیر کے پہلو میں بھی اسی قدر ضعف اور کمزوری پیدا ہوتی جائے گی۔ چنانچہ امام رازیؒ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔

"اصول فقہ سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ کسی حکم کو اس کی علت کے ساتھ بیان کرنے کا مطلب ہی یہی ہے کہ وہ حکم اپنی علت کے وجود پر موقوف ہوگا اور مذکورہ آیت میں وصف خیر کا ذکر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اور ایمان کے ساتھ ہے لہٰذا خیر امت کے لئے امر بالمعروف نہی عن المنکر اور استقامت علی الایمان ضروری ہے۔"

(التفسیر الکبیر الامام الرازی ۸/۱۹۱ مطبوعہ مصر)

اس کی مزید وضاحت حضرت عمر بن الخطابؓ کے اس قول سے ہوتی ہے کہ۔

"اے لوگو! جس کو خواہش ہو کہ وہ اس امت (امت

تحریر: محمد شہاب الدین قاسمی

محمدیہ) میں شامل ہوجائے تو وہ مذکورہ شرائط (امر بالمعروف نہی عن المنکر' ایمان) کی ادائیگی کرے۔"

(تفسیر طبری ۴/ ۳ روح المعانی ۴/ ۲۸)

اگر آپ تاریخ اسلامی کا جائزہ لیں گے تو یہ حقیقت واضح ہوجائے گی کہ امت مسلمہ چاہے وہ کسی زمانے اور حالات میں ہو اپنے اسی وصف کی بنیاد پر تازہ دم رہی۔ صحابہ کرام کے دور سے تابعین' تبع تابعین کے زمانے تک ملت اسلامیہ کو جو وقار اور عزت ملی اس کے پس منظر میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نہایت واضح اور روشن نظر آتا ہے۔

اور جب کبھی بھی امت محمدیہ اس ذمہ داری سے منحرف ہوئی ہے تو اس کی ذلت و تباہی بھی تاریخی اور مثالی رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کتنی سختی سے بیان فرمایا ہے۔

"ملعون ہوئے کافر بنی اسرائیل کے داؤد کی زبان پر اور عیسیٰ بیٹے مریم کی یہ اس لئے کہ وہ نافرمان تھے اور حد سے گزر گئے تھے۔ آپس میں منع نہ کرتے تھے برے کام سے جو وہ کررہے تھے کیا ہی برا کام ہے جو کرتے تھے۔"

(مائدہ پ ۶ ع ۱۳)

معلوم ہوا کہ ذمہ داریوں سے غفلت تباہیوں کا پیش خیمہ ثابت ہوتی ہے۔ یہ تو امت کے تمام افراد کا انفرادی فریضہ ہے کہ جو جس قدر اہلیت رکھتا ہو ملت اسلامیہ کے اصولوں پر چلے اور اپنے علم و فہم کے مطابق ان افراد کی بھی صحیح رہنمائی کرتا رہے جن کی زندگیاں شعائر اسلام سے دور ہوتی جارہی ہیں۔

اس مختصری تمہید کے بعد امت کے ان برگزیدہ اور پاک ہستیوں کا ذکر کیا جارہا ہے جو بلاشبہ قرآن و سنت کے صحیح علم رکھنے کے ساتھ امت کی رہنمائی کرنے والے ہیں۔ بلاشبہ وہ علماء کرام ہیں' جنہیں اللہ تعالیٰ نے نبیوں کا وارث اور سب سے زیادہ خشیت الٰہی کا مصداق قرار دیا۔ اس اعزاز کے نتیجے میں اصولاً" انہیں وہ ذمہ داریاں اور فرائض سونپے گئے جن کے وہ اہل تھے۔ اس سے انحراف مذکورہ اعزاز سے تہی دامن ہونے کے مترادف ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ان کی ذمہ داریوں کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے۔

"اور چاہئے کہ رہے تم میں ایک جماعت ایسی جو بلاتی رہے نیک کام کی طرف اور حکم کرتی رہے اچھے کاموں کا اور منع کریں برائی سے اور وہی پہونچے اپنی مراد کو۔"

(آل عمران پ ۴ ع ۱)

"یعنی تقویٰ' اعتصام بحبل اللہ' اتحاد و اتفاق' قومی زندگی' اسلامی مواخات یہ سب چیزیں اسی وقت باقی رہ سکتی ہیں جبکہ مسلمانوں میں ایک جماعت خاص دعوت و ارشاد کے لئے قائم رہے۔ اس کا وظیفہ یہی ہو کہ اپنے قول و عمل سے دنیا کو قرآن و سنت کی طرف بلائے اور جب لوگوں کو اچھے کاموں میں سست یا برائیوں میں مبتلا دیکھے' اس وقت بھلائی کی طرف متوجہ کرنے اور برائی سے روکنے میں اپنے مقدور کے موافق کوتاہی نہ کرے۔ ظاہر ہے کہ یہ کام وہی حضرات کرسکتے ہیں جو معروف و منکر کا علم رکھتے اور قرآن و سنت سے باخبر ہونے کے ساتھ ذی ہوش اور موقع شناس ہوں۔ ورنہ بہت ممکن ہے کہ ایک جاہل آدمی معروف کو منکر یا منکر کو معروف خیال کرکے بجائے اصلاح کے سارا نظام ہی مختل کردے یا ایک منکر کی اصلاح کا ایسا طریقہ اختیار کرے جو اس سے بھی زیادہ منکرات کے حدوث کا موجب ہوجائے۔ یا نرمی کی جگہ سختی اور سختی کی موقع پر نرمی برتنے لگے۔ شاید اسی لئے مسلمانوں میں سے

ایک مخصوص جماعت کو اس منصب پر مامور کیا گیا جو ہر طرح دعوت الی الخیر' امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی اہل ہو۔"

(فوائد عثمانی ص ۸۱)

آج جبکہ مسلمانوں سے نہ صرف یہ کہ عام دینی رجحانات ناپید ہوتے جارہے ہیں بلکہ ان کے شب و روز میں غیر اسلامی اور تباہ کن رسموں نے گہری جڑیں پکڑلی ہیں جن کی تباہ کاریوں سے دن بدن ہمارا اسلامی معاشرہ انحطاط و زوال کا شکار ہو رہا ہے۔ عبادات ہوں' یا معاملات' اخلاقیات و معاشرت ہر باب میں لارغبتی کی ایک عام وبا ہے۔ ایسی ناگفتہ بہ حالت میں علماء کرام کی ذمہ داری ہے کہ وہ عوام الناس کی خبرلیں۔ ان کی نجی زندگیوں میں گھس کر اصلاح کی ہر ممکن کوشش کریں۔ تاریخ بتلاتی ہے کہ مسلمانوں کے خلاف اگر کوئی سازش کی گئی تو سب سے پہلے انہیں ان کی تہذیب و تمدن اور اسلامی طرز حیات سے بیزار کیا گیا۔ وہیں اس کا بھی ذکر ملتا ہے کہ اس وقت اور ایسے حالات میں اللہ کا علم رکھنے والے علماء کرام نے ان گہری سازشوں کاڈٹ کر مقابلہ کیا۔ آج بھی مسلمانوں کے تشخص سے اسی قسم کا کھیل کھیلا جارہا ہے۔ اگر ان حالات میں بھی علماء کرام اپنے فرائض منصبی پر عمل پیرا نہ ہوں گے تو کہیں ہمارا حال بنی اسرائیل جیسا نہ ہوجائے جس سے اللہ تعالیٰ نے خبردار کیا ہے۔

"اور تو دیکھے گا بہتوں کو ان میں سے کہ دوڑتے ہیں گناہ پر اور ظلم اور حرام کھانے پر بہت برے کام ہیں جو کررہے ہیں کیوں نہیں منع کرتے ان کے درویش اور علماء گناہ کی بات کہنے سے اور حرام کھانے سے۔"

(مائدہ پ ۶ ع ۱۴)

جب خدا کسی قوم کو تباہ کرتا ہے تو اس کے عوام گناہ اور نافرمانیوں میں غرق ہوجاتے ہیں اور اس کے خواص یعنی درویش اور علماء گونگے شیطان بن جاتے ہیں۔ بنی اسرائیل کا یہی حال ہوا کہ لوگ عموماً" دنیوی لذات و شہوات میں منہمک ہو کر خدا تعالیٰ کی عظمت و جلال اور اس کے قوانین و احکام کو بھلا بیٹھے اور جو مشائخ اور علماء کہلاتے تھے انہوں نے امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا فریضہ ترک کردیا کیونکہ دنیا کی حرص اور اتباع شہوات میں وہ اپنے عوام سے بھی آگے تھے۔ خلق کا خوف یا دنیا کی لالچ حق کی آواز بلند کرنے سے مانع ہوتا تھا۔ اس سکوت اور مداہنت سے پہلی قومیں تباہ ہوئیں۔ اس لئے امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتسلیم کو قرآن و حدیث کی بے شمار نصوص میں بہت ہی سخت تاکید و تہدید کی گئی ہے کہ کسی وقت اور کسی شخص کے مقابلہ میں اس فرض امر بالمعروف کے ادا کرنے سے تغافل نہ برتیں۔

(فوائد عثمانی ص ۱۵۶)

معلوم یہ ہوا کہ جس قوم کے لوگ جرائم اور گناہوں میں مبتلا ہوں گے اور ان کے علماء و مشائخ کو یہ بھی اندازہ ہو کہ ہم ان کو روکیں گے تو یہ باز آجائیں گے۔ اگر ایسے حالات میں بھی کسی لالچ یا خوف کی وجہ سے ان کو نہیں روکتے تو ان کا جرم اصل مجرموں' بدکاروں کے جرم سے بھی زیادہ بڑھا ہوا ہوگا۔ اسی وجہ سے حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ مشائخ اور علماء کے لئے پورے قرآن میں اس آیت سے زیادہ سخت تنبیہ کہیں نہیں ہے۔

(ابن جریر وابن کثیر)

خلاصہ یہ ہے کہ جس جگہ بات سننے یا ماننے کا احتمال غالب ہو تو اس وقت علماء و مشائخ پر فرض ہے کہ حتی المقدور گناہ کو روکنے کی کوشش کریں خواہ کسی بھی طرح سے ہو اور اگر گمان غالب یہ ہے کہ اس کی بات نہیں سنی جائے گی یا اس کے خلاف دشمنی بھڑک اٹھے گی تو ان حالات میں اگرچہ انہیں روکنا اور منع کرنا فرض نہیں ہے مگر افضل اور بہتر یہی ہے کہ اسے منع کریں۔

اسلام کے قرون اولیٰ اور مابعد میں جب تک اس پر عمل ہوتا رہا مسلمانوں کی پوری قوم علم و عمل' اخلاق و کردار کے اعتبار سے پوری دنیا میں سربلند اور ممتاز رہی اور جب سے مسلمانوں نے اس فریضہ کو نظرانداز کردیا تو اس کا نتیجہ وہی ہوا جو آج ہر جگہ سامنے ہے اسی لئے ملت کی اجتماعی اصلاح کے لئے قرآن و حدیث میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر خاص طور سے زور دیا گیا ہے۔ قرآن نے اس کام کو امت محمدیہ کی خصوصیات میں شمار فرمایا ہے۔ خاص کر علماء کرام پر یہ فریضہ بدرجہ اتم لاگو ہوتا ہے کہ ایسے مواقع میں امت کی راہ گیری کریں۔

(مستفاد از معارف القرآن)

بقیہ۔ معاشرہ میں عورت کامقام

"تین آدمی جنت میں نہ جاسکیں گے۔

ا۔ احسان کرکے جتلانے والا۔

۲۔ ماں باپ کا نافرمان۔

۳۔ شراب خور۔"

(مشکوٰۃ ص ۴۲۰)

ایک دفعہ ایک صاحب حاضر خدمت ہو کر عرض گزار ہوئے کہ۔

"مجھ سے ایک سنگین جرم سرزد ہوگیا ہے' تو کیا میری بھی توبہ ہو سکتی ہے۔"

تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ۔

"کیا تیری والدہ زندہ ہے؟"

عرض کیا کہ۔

"نہیں۔"

فرمایا۔

"تیری کوئی خالہ ہے؟"

عرض کیا کہ۔

"ہاں وہ ہے۔"

تو فرمایا کہ۔

"اس کے ساتھ عمدہ سلوک کرو (یعنی اس سے تمہارا وہ سنگین جرم معاف ہوجائے گا)۔"

(مشکوٰۃ شریف ص ۴۲۰)

یعنی اس گناہ کی بخشش ماں یا خالہ کی خدمت یا احترام کی صورت میں ہو سکتی ہے۔ صرف توبہ سے بھی یہ معاف نہ ہوگا۔ اس سے ہم سب والدین کی قدر و منزلت کا اندازہ لگاسکتے ہیں۔ بالخصوص عورت کا بحیثیت ماں کے قدر و منزلت نہایت شاندار انداز میں واضح ہو رہی ہے۔ علاوہ ازیں بے شمار احادیث میں ماں کا مقام اور حقوق بیان فرمائے گئے ہیں۔

قارئین کرام! مندرجہ بالا تفاصیل کی روشنی میں عورت کا مقام واضح طور پر اجاگر ہوجاتا ہے۔ جو مقام اسے اسلام میں دیا گیا ہے' کسی بھی مذہب یا معاشرہ میں اسے یہ وقار حاصل نہیں ہے۔ اس لئے خواتین کو چاہئے کہ وہ اس خدا اور رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم کی دل و جان سے مطیع اور فرمانبردار بنیں' جنہوں نے اس کو یہ شان اور وقار عنایت فرمایا ہے۔ یاد رہے کہ اس سے بڑھ کر ان کو کہیں سے بھی عزت نہیں مل سکتی۔ اسلام نے عورت کو گھر کی ملکہ اور مرد کی وزیر بنا کر اسے اس کا فطری اور حقیقی مقام دیا ہے' جس سے بڑھ کر مزید ہاتھ پاؤں مارنا اس کے لئے بالکل بے سود بلکہ انتہائی نقصان دہ ہے۔ جیسے مرد کا دائرہ کار بیرون خانہ ہے اور اسے اندرون خانہ مقید نہیں کیا جاسکتا' یہ خلاف فطرت ہے۔ اسی طرح عورت کا دائرہ کار اندرون خانہ ہے' لہٰذا اسے بھی بیرون خانہ تک آزادی دینا خلاف فطرت ہے۔ سربراہی کا مستحق صرف مرد ہے' عورت بہرصورت مرد کی تابع ہے۔ خالق کائنات' کا فرمان اور مشاہدہ بھی اس کا موید ہے۔ تمام کتب سماویہ اسی کی تعلیم دیتی ہیں۔ عورت سربراہ بن نہیں سکتی' جبن سکتی ہے۔ جیسے کوئی عورت آج تک نبی نہیں ہوئی لیکن تمام نبی جنے اسی نے ہیں لیکن خود نبی نہیں بنی۔ تو گویا ہر ایک جنس اور نوع کا اپنا اپنا دائرہ عمل ہے' جس سے تجاوز ناممکن اور نقصان دہ ہے۔ خود خالق نے فرمایا۔

"اور جو اللہ تعالیٰ نے ایک کو دوسرے پر برتری اور فضیلت عطا فرمائی ہے' اس کی حرص مت کرو (کہ اس کا حصول ناممکن ہے)۔"

(النساء)

۔ مقام اپنا اپنا

نصیب اپنا اپنا

قارئین کرام! دیکھئے آج کل خواتین میں جو آزادی کی لرا ٹھی ہے' کیا ان کو کچھ فائدہ ہوا ہے؟ ہرگز نہیں بلکہ الٹا ان کے مسائل الجھ ہی رہے ہیں۔ لہٰذا بہتر یہی ہے کہ وہ اپنے فطری دائرہ کار (اندرون خانہ باحیا و باایمان طرز پر) میں رہتے ہوئے ہی سعادت دارین کے حصول کی سعی کرتی رہیں۔ اللہ تعالیٰ سب ماؤں بہنوں کو اس کی توفیق ... (آمین)

(ماخوذاز "تحفہ قادیانیت")

مصنف مولانا محمد یوسف لدھیانوی

مرتب:- محمد سراج الدین' کراچی

حقیقتِ مسیح موعود

حضرت عیسیٰ علیہ السلام' حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے نبی کی حیثیت سے نزول فرمائیں گے' نیا مسیح محض ڈھونگ ہے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عیسیٰ ابن مریم کے قیامت سے پہلے نزول کا متواتر احادیث میں ذکر فرمایا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کا اہم مقصد دجال کا قتل ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے قبل دجال کا مقابلہ ایک مسلمان خلیفہ مہدی علیہ الرضوان سے ہوگا۔ تینوں شخصیات قبل قیامت آئیں گی اور ایک دوسرے کے ہم عصر ہوں گے۔

دنیا بھر کے یہودی اور عیسائی قیامت سے پہلے عیسیٰ ابن مریم کے دوبارہ آنے کا عقیدہ رکھتے ہیں۔ مسلمان بھی عیسیٰ ابن مریم کے قیامت سے قبل دوبارہ آنے پر ایمان رکھتے ہیں۔ یہودیوں اور عیسائیوں کے پاس توریت اور انجیل محفوظ حالت میں نہ ہونے کی وجہ سے نزول عیسیٰ کے متعلق مختلف گمراہیوں میں مبتلا ہیں۔ دنیا کے تینوں کے مذاہب کے ماننے والے ایک ہی عیسیٰ ابن مریم کے منتظر ہیں۔ عیسیٰ علیہ السلام پوری دنیا کی طرف رسول بناکر نہیں بھیجے گئے تھے' عیسیٰ علیہ السلام کو صرف بنی اسرائیل کی طرف رسول بناکر بھیجا گیا تھا۔

جبکہ مسلمانوں کے پاس اللہ کی آخری اور مکمل ہدایت نامہ قرآن مجید ۱۴۰۰ سال سے بالکل محفوظ ہے۔ نہ صرف یہ بلکہ اللہ کے آخری رسول' جنہیں تمام جہانوں کے لئے رحمت بناکر بھیجا گیا تھا کے اقوال کی اس طرح حفاظت کی گئی ہے کہ انسانی تاریخ میں کسی کے اقوال کی اتنی احتیاط سے حفاظت کی مثال نہیں ملتی۔

مسلمانوں' یہودیوں اور عیسائیوں کے انہی عقائد سے فائدہ اٹھاتے ہوئے دنیا کے مختلف خطوں میں ذہین اور چالاک افراد نے مجدد' مہدیت اور نبوت کے دعوے کئے ہیں اور آج بھی یہ سلسلہ جاری ہے۔ مگر ۱۴۰۰ سال میں آج تک کوئی بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے معیار پر پورا نہیں اترا۔ دین اسلام کے علمائے حق نے ہر دور میں مسلمانوں کی بھرپور رہنمائی کی ہے تاکہ مسلمان گمراہیوں سے محفوظ رہ سکیں اور جو لاعلمی میں گمراہ ہو چکے ہیں' نزول عیسیٰ کے عقیدہ پر ایمان لے آئیں' اسلام قبول کرلیں۔

عیسیٰ ابن مریم (روح اللہ) تاحال ۱۴۱۵ھ یکم ربیع الثانی دنیا میں دوبارہ تشریف نہیں لائے ہیں۔

زیر نظر چارٹ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ سلم کی مستند ترین احادیث سے نزول عیسیٰ ابن مریم کے عقیدہ کو مختصراً بیان کیا گیا ہے۔

اس مختصری شکل میں ان مستند عقائد کو بیان کرنے کا مقصد کم سے کم وقت میں ان بنیادی عقائد کو سمجھانا ہے تاکہ سیدھے سادھے مسلمان ان بنیادی معلومات کو سمجھ کر گمراہیوں سے محفوظ رہیں اور جو گمراہ ہو چکے ہیں وہ ختم نبوت کے عقیدہ پر کھلے دل سے ایمان لے آئیں اور امت مسلمہ میں شامل ہوکر اپنی آخرت کو برباد ہونے سے بچالیں۔

آدم علیہ السلام سے نبوت اور انسانیت کا آغاز ہوا اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت مکمل ہوکر ختم ہوگئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے پر مکمل اور غیر مشروط ایمان ضروری ہے۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس لفظ کو کسی بھی مفہوم یا تشریح کے لحاظ سے کسی بھی جھوٹے شخص کو نبی یا مہدی یا مذہبی مصلح ماننا بنیادی اسلامی عقائد کے خلاف ہے۔ اس عقیدہ پر غیر مشروط ایمان لانا فرض ہے۔ اس کا منکر کافر ہے' مرتد ہے' اور اسلامی قانون ریاست میں واجب القتل ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نبوت پہلے مل چکی ہے' اب آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کے نبی کی حیثیت سے تشریف لائیں گے۔ حصول نبوت کے اعتبار سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی خاتم النبیین رہیں گے۔ یہ وہی عیسیٰ ابن مریم ہیں جو بنی اسرائیل کی طرف مبعوث ہوئے تھے' جن کے قتل وصلب کا یہود کو دعویٰ ہے۔

تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین' تابعین عظام' ائمہ دین' مجددین اور علمائے امت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے اور نزول عیسیٰ علیہ السلام کے عقیدہ پر ایمان رکھتے آئے ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عیسیٰ علیہ السلام سے متعلق سب سے پہلے یہ خبر دی ہے کہ وہ حاکم عادل کی حیثیت سے تشریف لائیں گے اور ملت اسلامیہ کی سربراہی اور حکومت کے فرائض انجام دیں گے۔

عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری کا اہم مشن اپنی قوم کی اصلاح کرنا ہے۔ ان کی قوم کے دو حصے ہیں' یہود اور نصاریٰ۔ آپ کے نزول کے وقت یہود کی قیادت دجال کے ہاتھ میں ہوگی۔ آپ آتے ہی اس کا صفایا کریں گے۔ آپ کے نازل ہوتے ہی عقیدہ تثلیث کی نفی ہوجائے گی اور تمام عیسائی مسلمان ہوجائیں گے۔ خنزیر خوری جو معاشرتی برائیوں کی جڑ ہے' حرام قرار پائے گی۔

حدیث میں آتا ہے کہ ایک خلیفہ کی وفات پر ان کے جانشین کے مسئلہ پر اختلاف ہوگا اور امام مہدی اس خیال سے کہ کہیں یہ بوجھ ان کے کندھوں پر نہ پڑ جائے۔ مدینہ سے مکہ آجائیں گے اور یہیں پہچان لئے جائیں گے۔ حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان میں لوگ انہیں پہچانیں گے اور من جانب اللہ کچھ ایسی نشانیاں ہوں گی کہ وہ خلافت کی ذمہ داری سنبھال لیں گے اور لوگ فوراً ان کے ہاتھ پر بیعت کریں گے۔

فتنہ دجال حضرت مہدی علیہ الرضوان کے ظہور کے بعد ظاہر ہوگا۔ آپ (مہدی علیہ الرضوان) دجال کے مقابلے پر ہوں گے۔ مسلمانوں کا لشکر بیت المقدس میں محصور ہوگا۔ دجال جب شام کا رخ کرے گا تو حضرت مہدی قسطنطنیہ کے محاذ پر ہوں گے۔ خروج دجال کی خبر سن کر شام آئیں گے اور دجال کے مقابلے پر صف آراء ہوں گے۔ فجر کی اقامت ہو چکی ہوگی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دمشق کی جامع مسجد کے مشرقی کنارے پر نزول فرمائیں گے۔ حضرت مہدی آپ کو امامت کے لئے آگے بڑھائیں گے مگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضرت مہدی علیہ الرضوان کو ہی امامت کے لئے اصرار کریں گے۔ نماز سے فارغ ہوکر آپ دجال کے مقابلے پر نکلیں گے۔ وہ آپ کو دیکھتے ہی بھاگ کھڑا ہوگا' آپ اسے "لُد" کے مقام پر جو اس وقت اسرائیلی مقبوضات میں شامل ہے' جا پکڑیں گے اور قتل کردیں گے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حج و عمرہ کرنے روضہ اقدس پر سلام پیش کرنے کا ذکر خاص طور سے فرمایا ہے۔ جناب عیسیٰ علیہ السلام نے پہلے کی زندگی میں نکاح نہیں کیا تھا' وہ نکاح کریں گے اور آپ کی اولاد بھی ہوگی۔ آپ ۴۰ سال اس دنیا میں رہنے کے بعد انتقال فرمائیں گے۔ مسلمان ان کی نماز جنازہ پڑھیں گے۔ انہیں روضہ اطہر میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ و عمر رضی اللہ عنہ کے پہلو میں دفنایا جائے گا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد سے دنیا والوں کو قیامت کے نزدیک آلگنے کا یقین ہوجائے گا۔ آپ کے زمانے میں

مال سیلاب کی طرح امڈ پڑے گا۔ آپ کی وفات کے کچھ عرصہ بعد آفتاب مغرب سے نکلے گا توبہ کا دروازہ بند ہو جائے گا۔ دابۃ الارض نکلے گا اور دیگر علامات قیامت جلد جلد رونما ہوں گی۔ یہاں تک کہ صور پھونک دیا جائے گا اور وہی قیامت کبریٰ ہو گی۔

اسلامی عقائد میں نزول عیسیٰ کا عقیدہ قرآن کریم، حدیث متواتر اور اجماع امت تینوں سے ثابت ہے۔ گزشتہ چودہ صدیوں میں تمام مسلمان علماء نے بالاتفاق اس کو قبول کیا ہے۔ پوری امت کا اس پر اجماع ہے۔ اس عقیدہ کو ماننا واجب ہے' اس کا منکر کافر ہے۔

۱۔ حضرت مہدی علیہ الرضوان کی عمر بوقت خلافت ۴۰ سال ہو گی۔ سات برس خلیفہ رہیں گے۔ فتنہ دجال آپ کے ظہور کے بعد ہو گا۔ دو برس حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی رفاقت میں گزاریں گے۔ جنگ میں شہید نہیں ہوں گے۔ نبوت کا دعویٰ نہیں کریں گے۔

۲۔ دجال یہود کا رئیس ہو گا۔ ابتداء میں نیکی و پارسائی کا اظہار کرے گا۔ پھر نبوت کا دعویٰ کرے گا' پھر خدائی کا۔ ایک آنکھ سے کانا ہو گا۔ ماتھے پر کافر لکھا ہو گا' جسے ہر مسلمان پڑھ لے گا۔ شام و عراق کے درمیان خروج کرے گا۔ فساد پھیلائے گا۔ مختلف قسم کے شعبدوں سے اللہ کی مخلوق کو گمراہ کرے گا مگر اللہ کے خاص بندے اس کے فریب سے محفوظ رہیں گے۔ ●●

بقیہ۔ جناب اجمل خٹک

پر آٹھویں ترمیم کو تو بڑی شہرت حاصل ہے۔ امتناع قادیانیت آرڈیننس بھی اسی ترمیم کا حصہ ہے۔ جناب اجمل خٹک نے بطور خاص "قادیانی ترمیم" کے خاتمہ کا مطالبہ کر کے اپنے آپ کو مشکوک بنا دیا ہے۔ اگر موصوف اسلامی دفعات اور قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیئے جانے والی ترمیم کے علاوہ باقی تمام ترامیم کو ختم کرنے کا مطالبہ کرتے تو بات معقولیت کی حد تک جائز تھی لیکن اجمل خٹک نے قادیانیوں کی وکالت کر کے اور ان کے تحفظ میں آواز بلند کر کے ایک طرف تو اپنی ساکھ کو نقصان پہنچایا ہے جبکہ دوسری طرف مسلمانوں کے دینی جذبات کو مجروح کیا ہے۔

ہم اجمل خٹک کی خدمت میں مودبانہ التماس کریں گے کہ وہ قادیانیوں سے متعلق ترمیم کے خاتمہ کے مطالبہ سے باز رہیں۔ بہتر تو یہی ہو گا کہ وہ اللہ سے توبہ کریں اور قوم سے معافی مانگیں۔ اس مسئلہ کو سیاسی تنازعہ کی شکل دے کر موضوع بحث نہ بنائیں کیونکہ یہ ایک "خالصتاً" مذہبی مسئلہ ہے۔ اجمل خٹک صاحب کو فراموش نہیں کرنا چاہئے کہ قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دلوانے میں انہی لوگوں کا زیادہ حصہ ہے' جنہوں نے برطانوی سامراج کے خلاف اپنا تن' من' دھن سب کچھ قربان کر دیا۔ تختہ ہائے دار کو چوما اور سامراج کی جیلوں کو آباد کیا۔ قادیانی فتنہ اسی سامراج کی منحوس اور مکروہ یادگار ہے۔ قادیانی اتنی آسانی سے اقلیت قرار نہیں پائے بلکہ اس تحریک کو کامیابی سے ہمکنار ہونے میں ۹۰ برس کی طویل جدوجہد کے علاوہ دس ہزار سرفروشان اسلام کا خون بھی شامل ہے۔ موصوف جس صوبہ سے تعلق رکھتے ہیں' وہاں کے مسلمانوں نے بھی اس تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا تھا۔ قادیانیوں کے خلاف آئینی ترمیم کا خاتمہ اتنا آسان نہیں' جتنا اجمل خٹک صاحب سمجھتے ہیں۔ خٹک صاحب کا یہ مطالبہ نواز شریف اور ان کی جماعت کی سیاسی ساکھ کو بھی نقصان پہنچا سکتا ہے۔

عقیدۂ ختم نبوت کا تحفظ ہر مسلمان کا فرض ہے۔ مسلمان گناہگار ہونے کے باوجود کٹ سکتا ہے' مر سکتا ہے لیکن آقاو مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں اور غداروں کے خلاف کئے گئے فیصلہ کی بساط لپیٹنے کی سازش کو ہرگز برداشت نہیں کرے گا۔ اجمل خٹک اپنی رائی الاپ کر انگریز سامراج کی پروردہ "خانہ ساز نبوت" کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتے۔ اجمل خٹک ہوش کے ناخن لیں۔ جس مسئلہ کو انہوں نے چھیڑا ہے' یہ کالا باغ ڈیم کا منصوبہ نہیں بلکہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس کا مسئلہ ہے۔

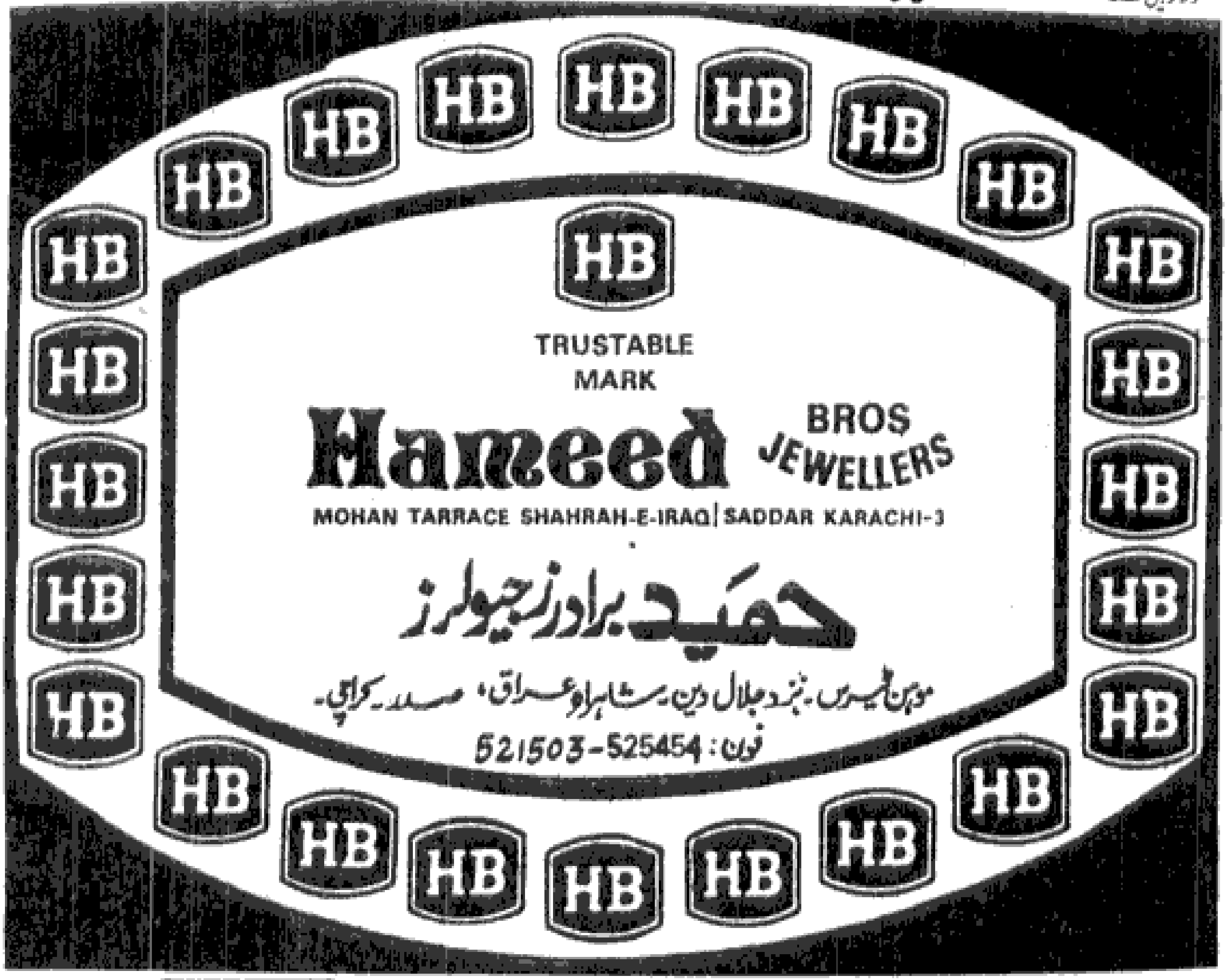

تحریر:- مجیب الدین اراکانی

اراکان کا مختصر تعارف

اراکان خطہ زمین کا وہ علاقہ ہے جو کہ کوہ ہمالیہ ارکان یوما' دریائے ناف اور خلیج ارکان کے درمیان واقع ہے

بسم اللہ الرحمان الرحیم ○
الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام
علی سید المرسلین وعلی الہ وصحبہ
اجمعین

لمحہ فکریہ

اما بعد یہ بات کسی سے مخفی نہیں کہ بے شک اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنا اللہ کے کلمہ کی بلندی کے لئے اسلام کے بلند ترین امور اور افضل ترین اعمال میں سے ہے اور جس قوم نے بھی اس کو ترک کیا وہ ذلیل و خوار ہوئے۔ جیسا کہ فرمان نبوی ؐ ہے کہ۔

لاان ترکتم الجہاد الخ۔

ترجمہ :- "جب تم جہاد چھوڑ دو گے تو اللہ تعالیٰ تم پر ذلت مسلط کردیں گے' یہ ذلت اس وقت تک تم سے دور نہیں کی جائے گی جب تک تم دین (جہاد) کی طرف نہ لوٹ آؤ۔"

اور اس حدیث میں جہاد کو دین سے تشبیہ دی گئی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ حفاظت دین کے لئے جہاد شرط ہے۔

نیز مذکورہ بالا حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں اگر ہم جائزہ لیں تو معلوم ہو جائے گا کہ اراکانی مسلمانوں کی ذلتی اور پستی کا واحد سبب ترک جہاد ہی ہے۔ اس لئے ہمیں احیائے جہاد بالسیف کے لئے میدان عمل میں اترنا چاہئے۔ اسلاف اور مجاہدین افغانستان کے نقش قدم پہ چلتے ہوئے مادی قوتوں سے بے نیاز ہو کر اسلام کے عظیم فلسفہ جہاد کو اپنا نصب العین بنانا چاہئے۔

اور جب تک ہماری اجتماعی سوچ اور فکر و عمل نظریہ جہاد سے ہم آہنگ نہیں ہوگی اس وقت تک آزادی ممکن نہیں کیونکہ فرمان ربانی ہے کہ۔

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیر و اما بانفسھم الایہ

ترجمہ :- "بے شک اللہ رب العزت اس قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک وہ خود اپنی حالت آپ نہ بدلے۔"

اس لئے اگر ہم اپنی حالت کو بدل لیں اور ہماری اجتماعی سوچ اور فکر و عمل بھی آزادی کے لئے ہو تو رب کائنات ضرور کامیاب کریں گے اور وہ ہمیں بہت سی کامیابیوں کی راہیں دکھائیں گے۔

اللہ رب العزت ہمیں جہاد کی توفیق عطا کرے (آمین)۔

ارکان کی تاریخی حیثیت

مستند تاریخی کتابوں اور آثار قدیمہ سے یہ بات ثابت ہے کہ اسلامی جمہوریہ اراکان دنیائے جغرافیہ میں زمانہ قدیم سے موجود ہے اور اس کا نام بھی پہلے سے اراکان ہی ہے۔

لیکن حوادثات زمانہ اور مرور ایام کے ساتھ ساتھ اس خطہ زمین نے بنی آدم کے کئی خونریز کشت و خون کے معرکے دیکھے اور ایک انسان کو دوسرے انسان کا خون بہاتا ہوا دیکھا اور جنگ عظیم دوم کی مشہور عالمی جنگ اس سرزمین میں بھی لڑی گئی۔

نیز بہت سے آثار قدیمہ اور جنگ میں ضائع شدہ حربی ساز و سامان اب بھی زندہ شاہد ہیں کہ یہاں نازیوں اور اتحادیوں کے درمیان معرکہ کشت و خون کا بازار گرم تھا۔

علاوہ ازیں اس سرزمین میں صدیوں کے عرصہ پر محیط مسلم حکمرانوں کی اسلامی حکومت کے عدل و انصاف کا دور دورہ بھی گزرا ہے۔

جغرافیائی تعارف

مقبوضہ اسلامی اراکان جنوب مشرقی ایشیا کا وہ ملک ہے جو خلیج اراکان (بنگال) کے مشرقی ساحل پر جنوباً" و شمالاً" واقع ہے۔

"اراکان یوما" نامی کوہ ہمالیہ کا پہاڑی سلسلہ ارکان کو برما سے جدا کرتا ہے اور یہی قدرتی پہاڑی سلسلہ اراکان کی مشرقی سرحد ہے۔ خلیج ارکان اور دریائے ناف اراکان کو بنگلہ دیش سے الگ کرتا ہے اور یہی اس کی مغربی سرحد ہے۔ ارکان کے جنوب میں برما کے شہر بسین کا علاقہ ہے اور شمال میں کوہ ہمالیہ کا غیر آباد پہاڑی سلسلہ واقع ہے۔ پس ارکان خطہ زمین کا وہ علاقہ ہے جو کہ کوہ ہمالیہ 'ارکان یوما' دریائے ناف اور خلیج ارکان کے درمیان واقع ہے۔

مختلف ممالک میں ارکانی مہاجرین اور ان کی تعداد

غاصب حکومت برما کے ارکان پر قبضہ کر لینے کے بعد سے مسلمان دنیا کے مختلف ممالک میں امن کی تلاش اور اپنے دین و حرم کی حفاظت کے لئے ہجرت کرتے رہے ہیں۔ اس سے قبل بھی ایسے واقعات و خونریز قتل عام ہوئے' جس کی وجہ سے مسلمان اپنے وطن کو چھوڑنے پر مجبور ہوئے اور اب تک دنیا کے مختلف ممالک میں دس لاکھ کے قریب ہجرت کر چکے ہیں اور ان کی تعداد ایک رپورٹ کے مطابق حسب ذیل ہے۔

۱۔ بنگلہ دیش میں دو لاکھ۔
۲۔ پاکستان میں دو لاکھ پچاس ہزار۔
۳۔ دوبئی میں ایک لاکھ۔
۴۔ سعودی عرب میں دو لاکھ۔
۵۔ دوسرے عرب ممالک میں بیس ہزار۔
۶۔ تھائی لینڈ اور ملائشیا میں بیس ہزار۔
۷۔ امریکہ اور دوسرے ممالک میں دس ہزار کے قریب مسلمان ارکان کے بعد دیگرے ہجرت کر چکے ہیں۔

مہاجرین کا مطالبہ

بنگلہ دیش گورنمنٹ روہنگیا مہاجرین کو ایک مصیبت اور اپنے قومی اقتصادی صورتحال کے لئے ایک بوجھ سمجھ

ہوئے جلد از جلد سارے مہاجرین کو برمی حکومت کے حوالہ کرنا چاہتے ہیں اور اس ضمن میں بنگلہ حکومت مہاجرین کے کسی بھی مطالبہ کو زیر بحث لانے کے لئے تیار نہیں ہے۔ میں حکومت بنگلہ دیش کو مورد الزام نہیں ٹھہرا رہا بلکہ حقیقت حال کچھ یوں ہی ہے جس کا تذکرہ کئے بغیر قارئین کو اصل صورت حال کا علم نہیں ہوگا۔ یہ حقیقت ہے کہ بنگلہ دیش نے ہمیشہ کچھ اپنی مجبوریوں یا بعض علیحدہ خطروں کے پیش نظر روہنگیا مہاجرین کی کاز کے لئے جرات مندانہ قدم اٹھانے کی کوشش نہیں کی اور نہ مہاجرین کے سیاسی رہنماؤں کو آگے بڑھنے یا بڑھانے کے لئے کوئی سبیل نکالی تاکہ وہ دنیا کو اپنے مظلوم قوم کے حالات سے بخوبی مطلع کر سکیں۔ بلکہ مہاجرین کے اصولی مطالبات کو بھی زیر بحث لانے کی کوشش نہیں کی اور اپنے ہم عقیدہ روہنگیا بھائیوں کا پوری طرح ساتھ نہیں دیا اور مہاجرین کے مطالبات یہ ہیں۔

۱۔ برمی حکومت مسلمانوں کے خلاف ظالمانہ سلوک فوراً بند کردے' اور ان کی جان و مال اور عزت و حرمت سے آئندہ نہ کھیلنے کی یقین دہانی کرائے۔

۲۔ برمی حکومت مسلمانوں کے دینی معاملات و قوانین میں مداخلت نہ کرے اور مسلمانوں کی تمام وقف کردہ زمینیں انہیں واپس کردے اور جتنی جائیدادیں حکومت برما نے مسلمانوں سے چھینی ہیں وہ بھی واپس کردے۔

۳۔ ایسی تمام بودھ آبادیوں کو جو مسلمانوں کی زمینوں پر بسائی گئی ہیں فی الفور ہٹائی جائیں۔

۴۔ مسلمانوں کے بند کئے گئے دینی مدارس' مساجد دوبارہ کھولنے کی اجازت دے اور تبلیغی جماعت سے پابندی اٹھائی جائے۔

۵۔ مسلمانوں کے غصب شدہ تمام انسانی' شہری' مذہبی' سیاسی اور جمہوری حقوق انہیں لوٹائے جائیں۔

۶۔ مسلمانوں کو گھروں اور دکانوں سے بے دخلی کے نتیجہ میں پہنچنے والے نقصانات کا مناسب معاوضہ دیا جائے۔

۷۔ روہنگیا مسلمانوں کو بھی جو کہ اراکان کے اصل باشندے ہیں اور غالب اکثریت اور قدیم ترین نسلی گروہ ہیں' برما کی دوسری قوموں شان' کچن' کارین' وغیرہ کی طرح پنلونگ معاہدے کی رو سے حق خود ارادیت دیا جائے۔

۸۔ بین الاقوامی مبصرین' مہاجرین کی وطن واپسی کی تاریخ سے کم از کم دس سال کا عرصہ اراکان میں قیام کرے اور اس امر کو یقینی بنائیں کہ مندرجہ بالا تمام شرائط پوری کی جا رہی ہیں یا نہیں؟

افسوسناک پہلو

جیسا کہ میں پہلے بتا چکا ہوں کہ بنگلہ حکومت کا رویہ روہنگیا مہاجرین کے ساتھ ہمیشہ غیر دوستانہ اور حاکمانہ رہا ہے۔ یہ صحیح ہے کہ مشکل کی اس گھڑی میں بنگلہ دیش نے تین لاکھ مسلمانوں کو پناہ دی ہے لیکن دنیا میں ایسی مثالیں موجود ہیں جہاں ایک پڑوسی غیر مسلم ملک نے بھی مسلمانوں کو ضرورت اور مشکل کے وقت میں بھرپور ساتھ دیا اور یہ صرف مذہبی اور علاقائی مسئلہ نہیں بلکہ ایک انسانی مسئلہ بھی تھا لہٰذا انسانیت کے ناطے کسی بھی ملک کو اپنے پڑوس میں واقع ملک کی طرف سے حقوق انسانی کی خلاف ورزی کی جاری ہو تو اس میں آواز اٹھانا کوئی عیب کی یا دہشت گردی کی بات نہیں بلکہ دنیا اس کو تحسین کی نظر سے دیکھتی ہے۔ دریں حالات بنگلہ دیش کا بھی ذمہ تھا کہ وہ برمی حکومت کے حقوق انسانی کی خلاف ورزیوں کا جرات مندانہ نوٹس لیتی نہ کہ مصالحانہ اور عاجزانہ انداز میں صرف برمی حکومت کے مطالبات کو تسلیم کرکے مہاجرین کو اس کے پابہ زنجیر حوالہ کرنے کی کوشش کرتے۔ یہاں تک کہ مہاجرین کو برما میں واپس دھکیلنے کے لئے طاقت استعمال کرنے سے بھی دریغ نہیں کیا۔ جس کا مقابلہ کرتے ہوئے بیسیوں بے گھر مہاجرین شہید اور سینکڑوں زخمی ہوگئے۔ بعض اوقات تو بنگلہ دیش بارڈر سیکیورٹی فورس کے اہلکار بلاوجہ مہاجرین کو گرفتار کرکے ان پر مجرمانہ سختیاں بھی کرتے رہے ہیں اور آہنوز یہ ظلم مستقل جاری ہیں۔ ایسے حالات میں روہنگیا مہاجرین چار و ناچار نہایت پریشانی اور مایوسی کی حالت میں دبے انداز میں برما میں واپس جارہے ہیں۔

بنگلہ دیش سے زبردستی واپس بھیجے جانے والے مہاجرین کی حالت زار

ہمارے مصدقہ ذرائع کے مطابق لوگنگدو ٹاؤن شپ کے افسر تعلیم نے لاؤڈ اسپیکر کے ذریعے اعلان کیا ہے کہ ہر مسلمان طالب علم کے لئے اسکول میں نصب قومی جھنڈا کو جھک کر سلام کرنا لازمی ہوگا' تعمیل نہ کرنے والوں کو سزا دی جائے گی۔ جو مسلمان کسی سرکاری دفتر یا عدالت میں آئے اس کے لئے ضروری ہوگا کہ اسی طرح افسروں کو جھک کر تعظیم کرے۔ سر پہ ٹوپی یا رومال وغیرہ نہ ہو۔ یہی ہدایت آتے جاتے ہوئے راستوں میں بنے ہوئے چیک پوسٹس پر موجود فوجیوں کی تعظیم کے سلسلے میں بھی مسلمانوں کو جاری کی گئی ہے۔ اعلان میں کہا گیا ہے کہ برما میں رہنے والوں کو برمی تہذیب کا پابند ہونا پڑے گا ورنہ برما میں رہنے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔

بنگلہ دیش کے ساتھ کئے جانے والے معاہدے میں برمی حکومت نے وعدہ کیا تھا کہ واپس آنے والے پناہ گزینوں کو ان کی زمینیں اور جائیدادیں واپس کردی جائیں گی مگر اب تک کسی کو نہ اس کی زمین واپس کی گئی ہے اور نہ اپنے ان مکانات کی دوبارہ تعمیر کی اجازت دی گئی جو ان کی غیر موجودی میں توڑ پھوڑ کر جلادی گئیں۔

پناہ گزین یا مہاجرین واپس جانے کے بعد بھی پہلے سے بدتر حالات میں کھلے آسمان کے نیچے گویا اپنے ہی وطن میں پناہ گزینی کی زندگی گزار رہے ہیں۔ واپس جانے والوں میں سے جسے چاہے حکومت گرفتار کرکے فوجی چھاؤنی میں لے جاکر تشدد کرتی ہے اور باغی یا مجاہد ہونے کا الزام لگا کر قتل کردیتی ہے۔

ہر مسلم گھرانے پر ہفتہ میں دو دن بلامعاوضہ جبری بیگار لازمی ہے ورنہ ۴۰ کیات (روپے) فی کس تاوان دینا پڑتا ہے اور مسلمانوں کے لئے ہر قسم کی تجارت پر پابندی لگادی گئی ہے۔ وہ صرف کسی بودھ تاجر کی ملازمت کرسکتے ہیں۔ خود آزادانہ کوئی دکان نہیں کھول سکتے اور نہ کسی فرم کے مالک یا پارٹنر ہوسکتے ہیں۔

تازہ ترین صورت حال

بنگلہ دیشی حکومت کے دباؤ اور سختی پر بنگلہ دیش سے مہاجرین کی واپسی تاحال سست روی کے ساتھ جاری ہے اور جو مہاجرین اپنے وطن واپس پہنچے ہیں انہیں معاہدے کے تحت ضروری دستاویزات اور بعض آباد کاری کے سلسلے میں دشواریوں کا سامنا ہے۔ وطن پہنچنے والے مہاجرین کے مسائل کے پیش نظر اقوام متحدہ کے کمشنر برائے مہاجرین نے برمی حکومت کے ساتھ ایک معاہدہ کیا ہے جس کے تحت برمی حکومت اس بات پر رضامند ہوگئی ہے کہ وہ برما میں روہنگیا مسلمانوں کو ضروری شناختی دستاویزات جاری کرے گی بلکہ آباد کاری کے ضمن میں تعاون بھی کرے گی۔ اس ضمن میں ہونے والے معاہدہ پر اقوام متحدہ کے کمشنر برائے مہاجرین کے علاقائی ڈائریکٹر اور برما کی وزارت داخلہ و وزارت سماجی بہبود کے اعلیٰ حکام نے دستخط کئے ہیں۔ اخباری رپورٹوں کے مطابق حکومت برما اس سلسلے میں وعدہ کے تحت تعاون نہیں کررہی ہے جس سے مہاجرین کو کافی مشکلات درپیش ہیں۔ بنگلہ دیش سے اب تک صرف ۴۴ ہزار مہاجرین کی واپسی میں بڑی رکاوٹ واپس پہنچنے والے مہاجرین پر مظالم اور ان کے ساتھ حکومت کا عدم تعاون ہے۔ دوسری طرف سے بنگلہ دیش میں پڑے ہوئے ڈھائی لاکھ کے قریب بقیہ مہاجرین بھی سخت خوف اور تشویش میں مبتلا ہیں کیونکہ حکومت برما کے ظالم افواج دوبارہ واپس پہنچنے والے مہاجرین پر حسب سابق غیر انسانی مظالم ڈھا رہے ہیں اور واپس پہنچنے والے مہاجرین اقتصادی حالت کے لحاظ سے بھی سخت دشواریوں میں مستغرق ہیں کیونکہ اراکان کی پیداواری حالت بڑی تعداد میں کاشتکار مسلمانوں کی ہجرت کی وجہ سے دگرگوں ہیں۔ دوسرے عام اشیاء کے علاوہ روزانہ استعمال کے لئے ضرورت کی تمام چیزوں کی قیمتیں آسمان سے باتیں کررہی ہیں۔ ایسی تشویشناک صورتحال میں روہنگیا مسلمان اپنے وطن واپس جانے کے بجائے بنگلہ دیش کے پرامن کیمپوں میں مرجانے کو ترجیح دیں گے جہاں مرنے کے بعد تکفین و تدفین میں کوئی دشواری نہیں۔

از۔ حکیم محمد طارق محمود چغتائی گولڈ میڈلسٹ احمد پور شرقیہ

طب و صحت

موسم سرما کا دماغی ٹانک

نسیان اور ضعف دماغ کے مریض متوجہ ہوں

اس دور پر آشوب میں جہاں ہر طرف نفسا نفسی کا عالم ہے ہر شخص اپنا الو سیدھا کرنے کے چکر میں ہے اور خدمت خلق کے نام سے عوام الناس کو دونوں ہاتھوں لوٹا جارہا ہے' یہی وہ وقت اور دور ہے کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کی مدد اور ہادری کرے اور اس کے امراض و علل کے دور کرنے میں ممد و معاون ہو۔

ایک صاحب مسلسل ضعف دماغ' ضعف بصر اور نسیان کے شاکی تھے۔ مسلسل علاج کرنے کے بعد کچھ فائدہ نہ ہوا۔ احقر نے یہ نسخہ استعمال کرایا۔ فرمانے لگے کہ حکیم صاحب دوا کیا تھی کوئی جادو تھا۔ شاید آپ نے کچھ آیت یا منتر پڑھ کر دم کردیا تھا۔ اس کے مسلسل استعمال کرنے سے مجھے وہ افاقہ ہوا ہے کہ جو مجھے چھ چھ ماہ قیمتی ادویات کے استعمال کرنے پر بھی نہ ہوا حالانکہ صرف میں نے چالیس دن استعمال کی ہے لیکن فائدہ تو ہفتہ کے استعمال سے محسوس ہوگیا۔

موجودہ مشینی دور میں انسان کا دماغ بھی مشین بن کر رہ گیا ہے۔ مسائل میں ہر طرف گھرا ہوا یہ انسان ان مسائل سے نبرد آزما ہونے کے لئے وسائل کی کوشش کرتا ہے؟ اور دن رات اس کے لئے کوشاں و سرگرداں رہتا ہے لیکن یہ اسے معلوم نہیں کہ مسائل کا حل وسائل کے اندر نہیں بلکہ وہ تو حکم ایزدی کے تحت ہے۔ یوں اس کا دماغ گھلتا چلا جاتا ہے۔ حتیٰ کہ بات یہاں تک پہنچ جاتی ہے کہ ادھر بات سنی اور فوراً" بھول گئی۔ اس کے علاوہ موجودہ دور کے لٹریچر میں ہم نے چربیلی اشیاء خاص طور پر مکھن' دیسی گھی' دودھ کی مذمت سن سن کر اس نعمت کو بالکل ترک کردیا ہے یا پھر یہ نعمتیں خالص ملتی ہی نہیں کم یاب ہوگئی ہیں حالانکہ یہ اشیاء ہماری صحت کے لئے ضروری ہیں۔ ان کی کمی کی وجہ سے بالوں کا گرنا' جلد کی خشکی اور دماغی خشکی اور کمزوری' بے خوابی وغیرہ جیسے امراض پیدا ہوتے ہیں۔ موجودہ دور میں جتنے بھی پاگل خانے ہیں' اگر ان پاگلوں کا بغور معائنہ کیا جائے تو ان میں سے بہت زیادہ ایسے مریض ملیں گے جن کی بیماری کی وجہ غذائی توازن میں بے قاعدگی اور بے ترتیبی ہے۔

دواخانہ میں ایک ایسی بچی کو لایا گیا جو پاگلوں جیسی حرکات کرتی تھی حتیٰ کہ اگر کھانا کھلادیں تو کھالیتی ورنہ پڑی رہتی۔ دھوپ ہو یا سردی' اسے احساس نہیں ہوتا تھا۔ کامل تشخیص کرنے کے بعد مریضہ کے لئے بادام روغن خالص' روغن کدو' روغن خشخاش' روغن کاہو ہموزن لے کر سر اور کنپٹیوں پر مالش کرائی گئی' اسی طرح ہاتھ اور پاؤں کی ہتھیلیوں پر بھی مالش کی گئی اور مریضہ کو یہ نسخہ اکسیر دماغ کھلایا گیا۔ کچھ عرصے بعد وہ بالکل درست ہوگئی۔

ویسے بھی مذکورہ نسخہ بے خوابی' ذہنی پریشانی' دماغی کمزوری' نسیان وغیرہ کے لئے اکسیر ہے۔ سیکڑوں ایسے لوگ ہیں جو مسلسل بے خوابی کا شکار رہتے تھے۔ جب مذکورہ نسخہ مسلسل استعمال کرایا تو نشے کی گولیاں چھوٹ گئیں اور اس کے علاوہ ان گولیوں کے مابعد اثرات سے پیدا ہونے والے عوارضات میں بھی بتدریج افاقہ ہوا ہے۔ ایک آفیسر جو کہ اپنے عہدے میں بہت بڑے تھے۔ جب مذکورہ پریشانی یعنی بے خوابی کی شکایت کی جب ان کو مذکورہ نسخہ کے بارے میں بتایا گیا تو انہیں یقین نہ آیا۔ پھر جب استعمال کیا تو اس نسخے کے اتنے گرویدہ ہوئے کہ اپنے دوستوں کو گفٹ کیا۔

اب اس نسخہ دماغی یعنی اکسیر دماغ کے نسخے طرف آتے ہیں۔ اس نسخہ کو ہر موسم میں استعمال کیا جاسکتا ہے۔ بعض افراد کو دائمی نزلہ کی وجہ سے بھی نسیان اور ضعف دماغ ہوتا ہے۔ اگر وہ اطریفل اسطخدوس ۱۰ گرام صبح و شام نہار منہ ایک ماہ تک استعمال کریں اور پھر یہ نسخہ استعمال کریں اور قدرت ربی کا مشاہدہ ہوگا۔ موجودہ نسخہ کے بارے میں ایک عرض کرنا لازمی سمجھتا ہوں کہ یہ ایک صاحب کا راز تھا جسے وہ اپنے گناہوں کی طرح چھپاتے تھے اور یہ نسخہ لوگوں کو بنا کردیا کرتے تھے اور اجزاء نسخہ کسی کو نہیں بتاتے تھے حالانکہ وہ طبیب نہیں تھے بس ایک حکیم صاحب کی خدمت پر ہدیہ ملا تھا یعنی یہی نسخہ۔ بہرحال قرطاس ابیض پر رشحات قلم میں قلمبند کرتے ہوئے زبردست محنتوں اور کوششوں کے بعد یہ نسخہ مبارک ملا واقعی لاجواب ہے۔ آپ قارئین کے افادہ کے لئے بلا کم و کاست پیش ہے۔ فائدہ اٹھا کر احقر کو دعاؤں میں یاد کریں۔

ہوالشافی : مغز بادام شریں ۲۵۰ گرام' مغز کدو' مغز خربوزہ' مغز خیار' مغز تربوز ہر ایک ۴۰ گرام' ہلیلہ سیاہ ۴۰ گرام' پوست آملہ خشک ۴۰ گرام' پوست ہلیلہ ۴۰ گرام' خشخاش ۸۵ گرام' سونف ۴۰ گرام' دھنیا ۴۰ گرام' مرچ سفید دکنی ۳۰ گرام۔ تمام اجزاء کوٹ پیس کر مصری آدھا کلو ملا کر آخر میں کشتہ مرجان جواہر دار ۳۰ گرام اچھی طرح حل کرکے محفوظ رکھیں۔ مقدار خوراک ۴۰ گرام صبح و شام نہار منہ۔

کشتہ مرجان کسی اچھے دواخانہ سے لیں اور مفرحات پرانے نہ ہوں۔ اس کے استعمال میں بادی اور گرم اغذیہ سے پرہیز کریں۔ نیز دماغی سکون اور نیند پوری کریں۔ انشاء اللہ آئندہ قارئین کے لئے قہوہ(چائے) کا ایک شاہی نسخہ پیش کروں گا جو آپ کو اس نقصان دہ چائے سے بے پرواہ کردے گی۔ لاتعداد لوگوں نے آزمایا اور انتہائی مفید پایا۔

نوٹ : توجہ طلب مسائل کے لئے جوابی لفافہ ساتھ بھیجیں۔

●●

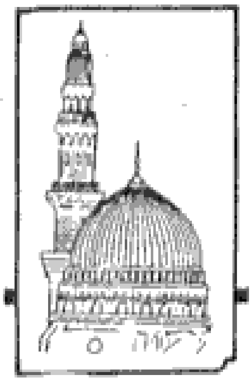

سیدنا معاویہؓ

از۔ آسیہ بشریٰ انجم' جوہر آباد خوشاب

کاتب وحی تھے' ابن سفیان جو
لکھا تھا جنہوں نے ہاتھ سے قرآن
رکھتا ہے جو بغض' دل میں ان سے
ہو نہیں سکتا' وہ کبھی بھی مسلمان
لڑتے رہے اسلام کی خاطر انجم
تو کر عظمت پہ ان کی جان کو قربان

A QUESTION TO ALL MUSLIM BRETHREN

Do you want: Your money should be spent on making Muslims into Apostates?

Certainly your answer will be: No.

But you are! Unintentionally, unknowingly.

How: In this way that some of you transact business with Qadianis. You purchase and use their products. You deal with them commercially and don't realise the harm you are doing to Islam.

Do you know: A large part of the profit, accruing to Qadianis from your deals is deposited by them in their apostatic Centre at Rabwah.

What work this Centre does: It makes unwary Muslims into Kafirs and Apostates.

Alas: Your money is used against your very Deen and you are unaware.

Realise: You are contributing towards apostacising Muslims because you buy, sell, and use the products manufactured by Qadianis.

Mark:

It's your money that is spent on Qadiani apostatic activities.

It's your money that is letting Qadianis print their literature.

It's your money that is abetting publication of Qadianis' distorted translations of Quran.

It's your money that is supporting Qadiani Rabwah Centre.

It's your money that is helping Qadiani preachers to preach Kufr in the world.

It's your money which is spent by Qadianis in spread of their heresy.

O'SAVIOURS OF DEEN-E-ISLAM

Rally round the banner of your Prophet Muhammad Rasool Allah Sallal-Lah-o-Alaihe-Wa-Sallam.

Boycott all Qadiani products; don't deal in them, don't buy them, don't use them.

Cut them out at social, commercial, economic levels.

Don't attend their functions, marriages, funerals etc.

Be hostile, you, your friends and your relatives towards these enemies of your Deen for sake of Allah.

See through the fraud of these self-styled "Ahmadis".

Identify them as Kafirs, Apostates and Dualist-infidels.

KHATIME NUBUWWAT (AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)
Registered No. M-160

شمع ختمِ نبوّت کے پروانوں اور اہلِ خیر حضرات سے عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوّت کے رہنماؤں کی اپیل

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ اور ان کے احباب نے اس لئے قائم کی تھی کہ ملک کی مروجہ سیاست سے الگ تھلگ رہ کر عقیدۂ ختم نبوت و ناموس رسالت کے تحفظ اور جھوٹے مدعی نبوت مرزا قادیانی (جس سے انگریز حکومت نے مسلمانوں میں انتشار پیدا کرنے کے لئے دعوائے نبوت کرایا تھا) کے برپا کردہ فتنے کا ہر محاذ اور ہر میدان میں مقابلہ کیا جائے چنانچہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اپنے قیام سے لے کر اب تک عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ اور فتنہ قادیانیت کے تعاقب میں مصروف ہے۔ عالمی مجلس کے مختلف شعبے ہیں۔

1 شعبہ **تصنیف و تالیف** یہ شعبہ رد قادیانیت پر مختلف زبانوں میں مفت لٹریچر شائع اور فراہم کرتا ہے۔

2 شعبہ **تبلیغ** اس شعبہ کے تحت تربیت یافتہ مبلغین کی جماعت اندرون و بیرون ملک پر زور دلائل کے ذریعے قادیانیت کا تعاقب کرتی ہے۔

3 شعبہ **تدریس** اس شعبہ کے تحت ڈیڑھ درجن سے زائد دینی مدارس ہیں، جن میں مقامی و بیرونی طلباء علوم دین اور قرآن مجید حفظ و ناظرہ کی تعلیم حاصل کرتے ہیں، جن کے قیام و طعام اور دیگر اخراجات عالمی مجلس ادا کرتی ہے۔

عالمی مجلس نے روس سے آزادی حاصل کرنے والی مسلم ریاستوں میں قادیانی سازشوں کو ناکام بنایا اور وہاں لاکھوں کی تعداد میں قرآن مجید طبع کرا کے تقسیم کئے۔ قرآن مجید کی طباعت کا سلسلہ ہنوز جاری ہے۔ اس کے علاوہ دینی لٹریچر بھی تقسیم کیا گیا۔ عالمی مجلس کے پاکستان کے ہر بڑے شہر میں دفاتر موجود ہیں، جہاں ہمہ وقتی مبلغ اور کارکن فتنہ قادیانیت کے خلاف جہاد میں مصروف ہیں۔ اس وقت قادیانی اشتعال انگیزیوں کی وجہ سے جماعت کی ذمہ داریوں میں بے حد اضافہ ہو چکا ہے۔ بہت سے منصوبے ایسے ہیں جو تشنہ تکمیل ہیں۔ ہم شمع ختم نبوت کے تمام پروانوں اور اہل خیر حضرات سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ آگے بڑھیں اور ختم نبوت کے اس مقدس مشن میں عالمی مجلس کا ہاتھ بٹائیں اور اپنی زکوٰۃ، خیرات، صدقات و عطیات وغیرہ سے جماعت کے ساتھ بھرپور تعاون کریں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

(شیخ المشائخ حضرت مولانا خواجہ)	(محقق العصر حضرت مولانا)	(حضرت مولانا)
خان محمد عفی عنہ	محمد یوسف لدھیانوی عفا اللہ عنہ	عزیز الرحمٰن جالندھری
خانقاہ سراجیہ کندیاں امیر مرکزیہ	نائب امیر مرکزیہ	مرکزی ناظم اعلیٰ
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت	عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت	عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

تمام رقوم مرکزی ناظم اعلیٰ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان پاکستان کے پتہ پر ارسال فرمائیں۔

شائع کردہ :- دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان پاکستان۔ فون : ۴۰۹۷۸